مولود منظوم
مع انتخاب نعت و مناقب
سیف اللہ المسلول مولانا شاہ فضل رسول قادری بدایونی
ترتیب
مولانا اسید الحق محمد عاصم قادری

مع انتخاب نعت و مناقب

سیف اللہ المسلول معین الحق

مولانا شاہ فضل رسول قادری بدایونی

Maulood-e-manzoom

By : Maulana Fazl-e-Rasol Qadri Budauni

عنوان کتاب	:	مولود منظوم (مع انتخاب نعت ومناقب)
مصنف	:	مولانا شاہ فضل رسول قادری بدایونی
ترتیب	:	مولانا اسید الحق محمد عاصم قادری
طبع جدید	:	دسمبر ۲۰۰۹ء/ ذوالحجہ ۱۴۳۰ھ

برائے ایصال ثواب

محترم سید احتشام احمد رزاقی و محترمہ سیدہ شمیم فاطمہ رزاقی

(اورنگ آباد)

Distributor	*Publisher*
Maktaba Jam-e-Noor 422, Matia Mahal, Jama Masjid, Delhi-6	**Tajul Fuhool Academy** ***Madrsa Alia Qadria*** Maulvi Mahalla, Budaun-243601 (U.P.) India Phone : 0091-9358563720

انتساب

سیف اللہ المسلول کے دست گرفتہ اور مرید با اخلاص

خواجہ غلام محمد نواب حفیظ اللہ خان بہادر

قادری معینی حیدر آبادی

کے نام

جن کی کوشش اور تعاون سے ایک صدی قبل یہ مجموعہ کلام شائع ہوا تھا

اسید الحق قادری

ابتدائیہ

تاج الفحول اکیڈمی اپنے اشاعتی منصوبے کے چوتھے مرحلے میں سیف اللہ المسلول کی نعت ومناقب کا یہ مجموعہ فخر ومسرت کے ساتھ اہل ذوق کی خدمت میں پیش کررہی ہے۔اس سے پہلے حضرت کی ۶/ کتابیں احقاقِ حق،فوز المومنین، اکمال فی بحث شد الرحال، فصل الخطاب، حرز معظم اور تاریخی فتویٰ شائع ہوکر منظر عام پر آچکی ہیں۔اشاعتی منصوبے میں حضرت کی تین تاریخی اہمیت کی کتابیں سیف الجبار، البوارق المحمدیہ اور تصحیح المسائل بھی شامل ہیں جو ترتیب و کتابت کے مختلف مراحل میں ہیں، انشاء اللہ جلد ہی یہ بھی طباعت سے ہمکنار ہونے والی ہیں۔

حضرت سیف اللہ المسلول معین الحق فضل رسول قادری بدایونی (ولادت ۱۲۱۳ھ/ ۱۷۹۸ء وفات ۱۲۸۹ھ/۱۸۷۲ء) کی شخصیت ہمہ جہت ہے۔معقول ومنقول کی جامعیت، تصوف وسلوک کے احوال ومقامات، درس وتدریس، تصنیف وتالیف، مشیخت وخدارسیدگی، احقاق حق اور ابطال باطل کی شان اور خدمت خلق یہ تمام اوصاف اپنے پوری آب وتاب کے ساتھ بیک وقت آپ کی ذات میں نظر آتے ہیں۔

شعروسخن سے آپ کا ذوق انہیں گوناگوں اوصاف میں سے ایک ہے، ابتدا میں آپ نے بہاریہ شاعری بھی کی لیکن وہ جمع نہ سکی، اب اس کے چند شعر ہی محفوظ ہیں۔مولانا ضیاء القادری صاحب کے بقول ''شاعری مجازی میں جو درحقیقت آئینۂ حقیقت ہے، آپ نے کبھی کبھی بہ اصرار احباب کلام فرمایا''(۱)۔

حضرت ہادی القادری فرماتے ہیں:

۱۔ اکمل التاریخ، ج:۲/ص:۱۶۹۔

''حضرت مستؔ نے تکمیل علم فرنگی محل لکھنؤ سے کی تھی، لکھنؤ ادبی مرکز تھا، غالباً اسی کا اثر تھا کہ اس زمانے کی پسند کے مطابق بہت عمدہ شعر کہتے تھے اور مستؔ تخلص اختیار کیا تھا، مجھ تک اس زمانے کے صرف دو شعر ہی پہنچے ہیں جو زبان و بیان کے اعتبار سے بہت بلند ہیں۔

تم جسے چاہو چڑھالو سر پر　　　ورنہ یوں دوش پہ کاکل ٹھہرے
ہم جو چپ بیٹھے تو کہلائیں سڑی　　　شیخ بیٹھے تو توکل ٹھہرے(۲)

سید شہید حسین شہیدؔ بدایونی نے یہ چار شعر بھی حضرت کی طرف منسوب کیے ہیں:

حسن الفاظ ہے کس حور لقا کا صدقہ　　　ہے یہ انداز سخن، کس کی ادا کا صدقہ
پانو پھسلا تو دیا اس نے مرے ہاتھ میں ہاتھ　　　ید بیضا ہے یہاں لغزشِ پا کا صدقہ

☆

کعبہ کے در پہ بیٹھ رہیں ہم سے یہ نہ ہو　　　ہوتا یہی تو کوچۂ جاناں نہ چھوڑتے

☆

یوں بہانے بھی نہ آنے کے بنا سکتے ہو　　　پر جو آنے ہی پہ آ جاؤ تو آ سکتے ہو(۳)

اس سے زیادہ آپ کا بہاریہ کلام محفوظ نہیں ہے، غالباً ابتدا میں یہ رنگ رہا ہوگا بعد میں صرف نعت و مناقب ہی کہتے تھے، حضرت ہادی القادری لکھتے ہیں: ''خدا رسیدگی کے ساتھ شعر کا یہ رنگ بالکل ترک کر دیا، اب صرف نعت و منقبت میں ہی شعر کہتے تھے''(۴)۔

شاعری میں مستؔ اور کبھی محمد یارؔ تخلص فرماتے تھے، زیر نظر مجموعے میں ہر دو تخلص کے ساتھ غزلیں موجود ہیں لیکن تخلص کا استعمال کم ہی کیا ہے زیادہ تر غزلیں بغیر مقطع کے ہیں۔

سوانح نگاروں نے آپ کی عربی شاعری کا بھی تذکرہ کیا ہے، جو قرین قیاس بھی ہے، لیکن ابھی تک آپ کا عربی کلام میری نظر سے نہیں گزرا، تاہم اسی مجموعہ میں کہیں بعض فارسی غزلوں کے

۲۔ احوال و مقامات، ص:۸۰

۳۔ تذکرہ شعرائے بدایوں، ج:۲/ص:۲۲۹، بدایوں اکیڈمی کراچی ۱۹۸۷ء

۴۔ احوال و مقامات، ص:۸۰

درمیان روانی کے ساتھ عربی اشعار نظم کر گئے ہیں، مثلاً غریب نواز کی شان میں ایک منقبت میں فرماتے ہیں:

اَنِلْنَا یَا مُعِیْنَ الدِّیں هَلَکْنا یَا مُعِیْن الدیں
وَلَمْ یُهْلِکْنِی اِلَّا بُعْدَ کُم عَنِّی وَ اَشْواقی
اَنَا الْمَحْمُوْمُ مَالِی غَیْرُ کُمْ طِبّی وَ تَبْرِیْدِی
اَنَا الْمَسْمُوْمُ مَالِی غَیْرُ کُمْ رَاقِی وَ تِرْیَاقی
اِلَیْکُمْ لَمْ اَنَلْ اِلَّا بِجَذْبِ کَامِلٍ مِنْکُم
وَاِنْ جَاهَدتُّ اِنْ شَمَّرْتُ اَذْیَالی عَلٰی سَاقِی

فارسی کلام کا کچھ حصہ ہم نے زیر نظر مجموعے میں باقی رکھا ہے، تاکہ آپ کی فارسی شاعری کے بارے میں بھی کچھ اندازہ ہو سکے، فارسی کلام بھی زبان و بیان کے اعتبار سے اعلیٰ ہے اور نعت میں ہونے کی وجہ سے دل پر ایک عجیب کیفیت پیدا کرتا ہے۔ فرماتے ہیں:

فنا چیست عکسِ جلال محمد بقا چیست ظل جمالِ محمد
جہانِ کمال از چہ گردید روشن زشمسِ کمال الکمالِ محمد
نباشد نباشد نباشد نباشد شریک خدا و مثالِ محمد

فارسی میں کسی کا مشہور مصرع ہے جو ضرب المثل کی حیثیت اختیار کر گیا ہے:

شنیدہ کہ بود مانند دیدہ

یعنی سنا ہوا دیکھے ہوئے کے برابر کیسے ہو سکتا ہے۔ اس مصرع پر حضرت نے مصرعے لگا کر قطعہ کی شکل دے دی ہے اور اس خوبی و کمال کے ساتھ کہ ایسا لگتا ہے یہ مصرع اسی موقع کے لیے کہا گیا ہوگا:

کلیم اللہ تا سینا دویدہ حبیب اللہ بہ اوادنیٰ رسیدہ
کلیم از لن ترانی خود طپیدہ حبیب از قَـــدْ رَاٰی شد برگزیدہ
کلیم اللہ کلام او شنیدہ حبیب اللہ رخش دیدہ بدیدہ

زدیدہ ہست فرقے تا شنیدہ   ''شنیدہ کہ بود مانند دیدہ''

(حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام طور سینا گئے اور حبیب اللہ محمد مصطفیٰ ﷺ کی رسائی مقامِ ''اَوْ اَدنی'' تک ہوئی۔ کلیم اللہ کو جواب میں لن ترانی (تم مجھے نہیں دیکھ سکتے) فرمایا گیا اور حبیب اللہ کو ''قد رای'' (یقیناً اس نے دیکھا) سے مشرف کیا گیا، کلیم اللہ نے اس کا کلام سنا جبکہ حبیب اللہ نے اپنے ماتھے کی آنکھوں سے اس کا دیدار کیا، دیکھنے اور سننے میں کتنا فرق ہے کیونکہ سنا ہوا دیکھے ہوئے کے برابر کب ہوسکتا ہے)۔

اُردو کلام سوز و گداز، وارفتگی اور شیفتگی میں ڈوبا ہونے کے علاوہ زبان و بیان اور فن کے اس اعلیٰ معیار کی نمائندگی کرتا ہے جو مصنف کے عہد میں شاعر کو زمرۂ اساتذہ میں شامل کر دیا کرتا تھا۔ بعض جگہ ''ثقیل زبان، عربی و فارسی تراکیب ولفظیات کا استعمال'' ضرور ہوا ہے مگر اس کو اگر حضرت کے عہد کے تناظر میں دیکھا جائے تو کوئی الجھن نہیں ہوگی، اس کے پہلو بہ پہلو ایسے سادہ شگفتہ اور تر و تازہ اشعار بھی ملتے ہیں جو سادگی، برجستگی اور سلاست میں آج کے اشعار معلوم ہوتے ہیں:

چاک کس دن شبِ ہجراں کا گریباں ہوگا   وصل کی صبح کا کب ہاتھ میں داماں ہوگا
کب بہار آئے ہم آغوش ہوں کب یار سے ہم   کب مہیا ہمیں عشرت کا یہ ساماں ہوگا
ساقی و مطرب و مے، ابر و بہار و سبزہ   لبِ جو، سایۂ رز، طرفِ گلستاں ہوگا
کون سے سال میں، کس ماہ میں، کس دن، کس شب   مسکنِ مست مدینہ کا بیاباں ہوگا

☆

جو کچھ عرش سے تا بہ زیرِ زمیں ہے   طفیلِ جنابِ شہنشاہ دیں ہے
لکھوں درگۂ پاک کے کیا مراتب   کہ خادم وہاں ذات روح الامیں ہے
نہیں ہے مساوی محمد کا ممکن   نہیں ہے نہیں ہے نہیں ہے نہیں ہے
کہیں جب کہ سب انبیا نفسی نفسی   وہ اس وقت میں شافع مذنبیں ہے

☆

اے رسولِ کریم ظاہر ہو   نورِ ربِّ قدیم ظاہر ہو

تم کو حق نے کیا رؤف و رحیم ظاہر ہو
اے رؤف و رحیم
دورِ عہدِ کلیم طور گیا
عرش حق کے کلیم ظاہر ہو
سب عوالم ہیں خستہ و بیمار
دردِ دل کے حکیم ظاہر ہو

☆

مکاں میں آج نورِ لامکاں کی آمد آمد ہے
جہانِ مردہ میں جانِ جہاں کی آمد آمد ہے
یہی غایت ہے بس آرائشِ باغِ نبوت کی
کہ آج اس میں بہارِ بےخزاں کی آمد آمد ہے

تصوف اور علم العقائد آپ کے کلام کا ایک نمایاں وصف ہے، جس کی جھلک مجموعے کے ہر صفحے پر نظر آتی ہے۔ نعت گوئی کے لیے صرف مہارت فن اور قدرت کلام کافی نہیں جب تک شاعر کو ممدوح کی ذات سے وہ رشتہ عقیدت اور نسبت عشق نہ ہو جو شاعر کو کعب وحسان کا ہم نوا بنا دیتی ہے۔ حضرت کے یہاں یہ نسبت عشق اپنے پورے کمال کے ساتھ نظر آتی ہے اور نسبت کی یہی پختگی ایسے شعر کہلواتی ہے:

آ گیا یاد مدینے کا بیاباں ہم کو
کیوں نہ ہو خلد بریں خانۂ زنداں ہم کو
آیا اُس دشت کے کیا خارِ مغیلاں کا خیال
مضطرب کچھ نظر آتی ہے رگِ جاں ہم کو

مولود منظوم

محافل میلاد میں پڑھنے کے لیے بیان ولادت کو نظم کرنے کا رجحان عربی میں صدیوں سے چلا آ رہا ہے، غالبًا وہیں سے فارسی کے راستے یا براہ راست اردو میں آیا، چنانچہ اردو میں ''میلاد نامے''، اور ''مولود'' لکھنے کی روایت رہی ہے، حضرت نے بھی اردو میں ایک طویل میلاد نامہ نظم فرمایا ہے، جو چار سو سے زیادہ اشعار پر مشتمل ہے، اس میں نور محمدی کی تخلیق سے لے کر آپ کی ولادت باسعادت اور اس سلسلہ میں آیات الٰہی کے ظہور تک بڑی روانی کے ساتھ واقعات نظم کر دیے ہیں، احقاق حق اور ابطال باطل حضرت کا خاص میدان ہے، اس لیے اس میلاد نامے میں بھی کئی اہم اعتقادی مباحث آ گئے ہیں، ابتدا میں صوفیا کے مذاق کے مطابق حقیقت محمدیہ پر بھی بحث کی ہے۔

سید شہید حسین شہیدؔ بدایونی کے بقول یہ میلاد نامہ یا مولود ''رفیق یاور الدولہ ریاست علی خلف الصدق نواب سرفراز الدولہ بہادر کی فرمائش پر ۱۲۹۲ھ میں مطبع سرکار عالی حیدر آباد دکن میں چھپا، اس مولود کے آخر میں متعدد قصائد بھی ہیں، کتاب مذکور کا ایک نسخہ انجمن ترقی اُردو (پاکستان) کراچی کے کتب خانہ خاص میں موجود ہے''۔

(تذکرہ شعراے بدایوں، ج:۲/ص:۲۲۹، بدایوں اکیڈمی کراچی ۱۹۸۷ء)

یہ نسخہ راقم سطور کی نظر سے نہیں گزرا۔ ہمارے پیش نظر جو نسخہ ہے وہ مولانا عبدالماجد بدایونی کی اجازت واہتمام اور نواب سید خواجہ غلام محمد عرف حفیظ اللہ خان بہادر ساکن حیدر آباد کی فرمائش پر مطبع قادری بدایوں سے ۱۳۳۴ھ میں شائع ہوا ہے، یہی اس کی آخری اشاعت ہے۔ یہ ۱۲۴ صفحات پر مشتمل ہے، جس میں مولود منظوم کے علاوہ اُردو نعت ومناقب، ۲۶/فارسی غزلیات اور ۱۰/مخمس شامل ہیں۔

اس مجموعے میں دو فارسی قصیدے ایسے بھی ہیں جن کے مقطع میں ''عبدالقادر'' آیا ہے، غالبًا یہ حضرت تاج الفحول کے ہیں، یہ الگ بات ہے کہ تاج الفحول عموماً فقیرؔ قادری تخلص فرماتے تھے:

ایں بندہ از بس خاسر ست کش نام عبدالقادر ست　　اما چوں پیشت حاضر ست رحمے نما رحمے نما

دوسری جگہ یہ مقطع ہے:

از لطف او چہ بود عجب راز گلستان کرم　　روزے نسیم جاں فزا بر عبد قادر ہم وَزَد

مولود منظوم کے ساتھ نعتوں کا انتخاب کس نے کیا یہ تو معلوم نہیں لیکن نعتوں کے انتخاب میں اس بات کا خاص خیال رکھا گیا ہے کہ زیادہ تر نعتیں ولادت باسعادت، شب ولادت، محفل میلاد اور اس کے لوازم سے متعلق ہیں۔ مناقب میں خلفائے راشدین، امام حسین مجتبیٰ اور خواجگان چشت کی شان میں مناقب شامل ہیں۔

حضرت سیف اللہ المسلول پر نسبت قادریت غالب تھی اس لیے آپ نے غوث پاک کی شان میں بھی مناقب ضرور کہے ہوں گے مگر حیرت ہے کہ مرتبین نے اس مجموعہ میں غوث پاک کی کوئی منقبت شامل نہیں کی، ہاں مختلف نعت ومناقب کے آخر میں کچھ اشعار غوث پاک کی شان میں ضرور ہیں۔

زیرنظر مجموعہ مکمل طور پر گزشتہ مجموعے کے مطابق نہیں ہے، ہم نے گزشتہ مجموعے سے انتخاب کیا ہے، نعت ومناقب کا بھی اور اشعار کا بھی، اسی طرح فارسی کلام میں بھی کیا ہے۔ لیکن مولود منظوم مکمل درج کیا گیا ہے، البتہ گزشتہ اشاعت میں یہ مسلسل نظم کی شکل میں تھا، اس کو ہم نے قاری کی آسانی کے لیے ٹکڑوں میں تبدیل کر کے موقع محل کی مناسبت سے ذیلی عناوین قائم کر دیے ہیں۔

ترتیب واشاعت کا کام بڑی عجلت میں کیا جارہا ہے اس لیے مجھے یقین ہے کہ اس میں بہت سی خامیاں ہوں گی۔ فی الحال میری اولین ترجیح یہ ہے کہ جلد از جلد اکابر خانوادۂ قادریہ کے فنی شہ پارے منظر عام پر آجائیں، ایک بار یہ کام ہو گیا تو تحقیق، تنقید اور تنقیح کی راہیں ہموار ہو جائیں گی اور بعد میں آنے والوں کے لیے کام آسان ہو جائے گا

دادیم ترا ز گنج مقصود نشاں　　　گر ما نرسیدیم تو شاید برسی

رب قدیر ومقتدر سے دعا ہے کہ اس مجموعہ کو مقبول و نافع بنائے اور میری کوتاہیوں اور لغزشوں کی پردہ پوشی فرما کر مجھے اصلاح کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

اسید الحق قادری
مدرسہ قادریہ بدایوں

۲۱؍ذوالحجہ ۱۴۳۰ھ
۹؍دسمبر ۲۰۰۹ء

ترتیب

عنوان	صفحہ

نعت

مخمس

☆☆☆

نعت

مدحِ ممدوحِ خدا کیسے بشر سے ہو ادا
ہے کجا بندۂ مسکین و کجا کارِ خدا
مظہرِ مبدۂ کل، اکمل افراد جہاں
فردِ اول متصرف ز زمیں تا بسما
رحمتِ عالمیاں ہیں ز ازل تابہ اَبد
متوجہ بخبر گیریٔ مخلوقِ خدا
کیا کہوں کیا نہ کہوں دل میں جو کچھ اُٹھتے ہیں جوش
شوق میں مدح کے اور مدح نہیں کر سکتا
طائرِ فکر نے کی حد سے بھی بڑھ کر پرواز
پر مجھے مدح کے لائق کوئی مضموں نہ ملا
تھے جو کچھ حوصلۂ فکر میں عالی مضموں
اور ان سب میں جسے ارفع و اعلیٰ دیکھا
گر چہ پایہ تھا حقیقت میں بہت اُس کا بلند
مدح کے پایۂ پائیں کے نہ لائق پایا
یاد ہے پیر طریقت کا مجھے وہ ارشاد
عاجزی مدح و ثنا سے ہے یہاں مدح و ثنا

نعت غیر منقوط

ہوا اصلِ اصولِ روح و عالم دم محمد کا
ہوا دردِ دلِ عالم علَم ہر دم محمد کا

مساعد اُس کا اللہ اور ہوا طالع رسا اُس کا
مصاعد حدِّ سدرہ کو ہوا ادہم محمد کا

ہوا اُس کو ارادہ دور دار الملک مالک کا
علاءِ مرصدِ سدرہ ہوا سُلّم محمد کا

ادا کس طرح ہوا حوال مدح اس عالم آرا کا
کہ ہو مسوّدۂ عکسِ کرم عالم محمد کا

رسل داؤد و ہود و لوط و صالح عسکر احمد
لوا کا حاملِ اوّل ہوا آدم محمد کا

ہِر اس اللہ کا حوا و آدم کو ہوا، اُس دم
ملا حوا و آدم کو سہارا دم محمد کا

الٰہا وہ مسلسل حور کا کاکل، ملک کو ہو
ہمارا دامِ دل ہو سلسلہ محکم محمد کا

سراپا نظمِ قرآں شرح ہے خوئے محمد کا
بیاں نون و قلم مژگان و ابروئے محمد کا
اگر والشّمس ہے، ہے پر توہ روئے محمد کا
اگر واللّیل ہے سایہ ہے گیسوئے محمد کا
جہاں آشفتہ و وابستہ ہے موئے محمد کا
رگِ جانِ جہاں ہے تار گیسوئے محمد کا
الم نشرح جو مدح صدر، صدر آرائے عالم ہو
کسے یارا ہو شرحِ فضل پہلوئے محمد کا
ادا ہو اُس کا کیا بشر کی موشگافی سے
کہ حامیم و دخاں ہے پر توہ موئے محمد کا
نسیمِ صبح شمّہ ہے شمیمِ جسمِ الطف سے
اثر ہے روح و ریحانِ جناں بوئے محمد کا
نبی جب عرصۂ مرد آزما میں ہوں سپر افگن
عیاں اُس روز ہوگا زور بازوئے محمد کا
خدا نے رحمت اللعالمیں ہے ان کو فرمایا
سمجھ لو اب اسی سے حال قابوئے محمد کا
ہے معراجِ محمد ذات واجب پر کرے کیونکر
تحمّل عرصۂ امکاں تگا پوئے محمد کا
بحمد اللہ کہ پیرانِ طریقت کے ذریعہ سے
محمد یار بھی ہے اک گدا کوئے محمد کا

❖❖❖❖❖

سنتے ہیں دل سے اہل دیں ذکر جو ہو حضور کا　　کون وہ فخرِ مرسلیں یعنی جناب مصطفےٰ

سر سے قدم تلک حضور نور خدا کا ہیں ظہور　　حق نے اُنھیں کیا ہے نور نور کا سایہ کیا بھلا

کیا لکھے کوئی آدمی مدح و ثنا حضور کی　　شان ہے آپ کی بڑی اُن کی خدا نے کی ثنا

ایسے تھے وہ شہ جہاں جن کے عروج کا بیاں　　پاؤں اگر میں سوز باں کچھ بھی نہ کر سکوں ادا

لائے جناب جبرئیل ایک براق بس حبیل　　بہرِ سواریٔ جلیل تھا وہ براق یا صبا

کعبہ سے پہنچے وہ جناب مسجد قدس میں شتاب　　خیل فرشتہ در رکاب صلِّ علیٰ و مرحبا

مسجدِ قدس میں تمام آئے رسول لاکلام　　سب کے ہوئے حضور امام پیچھے ہوئے سب انبیا

پڑھ چکے آپ جب نماز کر کے سبھوں کو سرفراز　　تب چلے باہزار ساز ارض سے پھر سوئے سما

گرد فرشتہ صف بصف دھوم مچی یہ ہر طرف　　صاحبِ عزّت و شرف جاتے ہیں عرش کو ذرا

کرتے ہوئے جو طے فلک پہنچے حضور سدرہ تک　　آئے وہاں پہ سب ملک سب نے کی ان کی اقتدا

سدرہ سے جب گذر چکے روح امیں وہی رہے　　عذر وہ کرنے یوں لگے ساتھ سے اب میں تھک گیا

ایک قدم بھی گر چلوں چلنے کا نام بلکہ لوں　　نور شہود سے جلوں آگے نہ رتبہ ہے مرا

آگے بڑھے شہِ عرب قطع کیے حجاب سب　　شوق میں تھے وہ محوِ رب کوئی وہاں نہ ساتھ تھا

عرش کے جب ہوئے قریب حضرت حق کے وہ حبیب　　قطرۂ رحمتِ عجیب اُن کی زباں پہ آ گیا

کھل گئے بس سبھی علوم جاتے رہے سبھی غموم　　رحمت حق کا جب ہجوم قلب شریف پر ہوا

رتبہ ہے اُن کا اس قدر پہنچے وہ اوج عرش پر　　اس سے بھی کر گئے گزر پایا مزا کلام کا

پہنچے جہاں وہ شاہِ دیں فکر کا واں گزر نہیں　　نعمتیں اپنے رب سے لیں سارے جہان سے سوا

تھے جو کریم وہ نبی بھولے نہ ہم کو واں پہ بھی　　بولے وہاں بھی امتی یاد ہمیں وہاں کیا

چاہیے ہم کو اب ضرور چھوڑ کے فسق اور فجور
دل سے ہوں تابعِ حضور ایسا ہو جب کہ پیشوا

چاہیے ہم کو سر بسر ہوویں فدا حضور پر
حکم کو ان کے آنکھ پر رکھ کے کریں جو کچھ کہا

فرض ہے ہم پہ دوستی ان کی اور ان کے یاروں کی
شک جو کرے ہو دوزخی شک نہیں اس میں مطلقا

آپ کے یار بالیقیں ہیں سب کے سب وہ رُکن دیں
جن کے سبب سے بر زمیں دین کا سلسلہ چلا

یا شہ مصطفےٰ لقب فخر عجم شہِ عرب
ہے یہی عرض میری اب کیجئے حق سے بس دعا

خستہ ہوا ہوں سر بسر لیجئے میری اب خبر
کیجئے مجھ پہ اک نظر رحم کی شاہِ دو سرا

حال ہے اب مرا تباہ کیجئے لطف کی نگاہ
آپ ہیں دو جہاں کے شاہ میں ہوں حضور کا گدا

بلبل نہ مرے سامنے کر ذکر چمن کا
طالب ہوں بدل روضۂ سلطانِ زمن کا
اس دشت کے خاروں سے چمن کو نہیں نسبت
کیا چیز چمن ہے، نہ یہ رتبہ ہے عدن کا
جس شخص نے سونگھا ہو ترابِ مدنی کو
کب اُس کو تصوّر ہو بھلا بوئے سمن کا
حاشا کہ مقابل ہو گلابِ مدنی کے
رتبہ نہیں واللہ یہ آہوئے ختن کا
ازبس کہ ہوں اُس روضۂ بے مثل کا مشتاق
معدوم ہے اب دل سے مرے شوق وطن کا
کیونکر لکھوں اُس شہ کو فلک رُتبہ کہ رُتبہ
معراج سے ہے اُن کی بڑھا چرخ کہن کا
شہزادوں کی دیتا ہوں قسم اے شہ عالم
صدقہ مجھے مل جائے حسین اور حسن کا
لو میری خبر اے شہ عالم کہ کیا ہے
اللہ نے مالک تمہیں سب سرّ وعلن کا

درِ میخانہ کھلے ہائے یہ دن کب ہوگا
جامِ خور کب مئے عشرت سے لبالب ہوگا

بادۂ عیش سے لبریز ہو کب ساغرِ ماہ
کب ملبَّب مئے نوشیں سے خُم شب ہوگا

مۓ گلگوں لبِ مے گوں سے تمنّا ہے مجھے
لب بلب کب لبِ ساقی سے مرا لب ہوگا

محو خالِ لبِ ساقی ہوں مرے جام میں کب
مئے گلگوں میں پڑا عنبرِ اشہب ہوگا

ساقی اور ہم ہوں بہم جیسے کہ ہوں نشہ و مے
کہہ تو اے پیر مغاں کچھ کہ یہ کس ڈھب ہوگا

مست گھبراتے ہو کیوں پیر مغاں کہتا ہے
کہ بہم تجھ کو یہ سامانِ طرب سب ہوگا

عاشقِ ساقیٔ کوثر ہیں ہم انشاء اللہ
مسکن اپنا درِ خمخانۂ یثرب ہوگا

❖❖❖❖❖

چاک کس دن شبِ ہجراں کا گریباں ہوگا
وصل کی صبح کا کب ہاتھ میں داماں ہوگا
کب بہار آئے ہم آغوش ہوں کب یار سے ہم
کب مہیا ہمیں عشرت کا یہ ساماں ہوگا
ساقی و مطرب و مے، ابر و بہار و سبزہ
لبِ جو، سایۂ رز، طرفِ گلستاں ہوگا
کب ملے گا مجھے وہ بادہ کہ جس میں مخلوط
چند قطرے عرقِ چہرۂ جاناں ہوگا
کب میسّر ہو مجھے سیرِ مقاماتِ حجاز
کب یہ لب ناقۂ لیلیٰ کا حُدی خواں ہوگا
شورِ مستانہ کرے کب یہ دلِ افسردہ
کب میرے ہاتھ میں وہ عنبرِ لرزاں ہوگا
کون سے سال میں، کس ماہ میں، کس دن، کس شب
مسکنِ مست مدینہ کا بیاباں ہوگا

❖❖❖❖❖

بحمد اللہ مہِ میلادِ محبوبِ خدا آیا
ہلالِ دل کشا، مفتاح قفلِ مدّعا آیا

ہلال اس ماہ کا بیشک کلید گنجِ رحمت ہے
مبارک اے مسلمانو مہِ حاجت روا آیا

یہ دولت ہے خداداده کہ اس ماہِ مبارک میں
ظہورِ کنزِ مخفی کی ہے جس سے ابتدا آیا

فضیلت کی نہایت ہے کہ اس ماہِ سعادت میں
نبوّت اور رسالت کی ہے جس پر انتہا آیا

شرف جیسا کہ آیا ہے مکانوں میں مدینے کا
زمانوں میں شرف ویسا ہی ہے اس ماہ کا آیا

نبی آیا کہے ہر اک مہینے میں سخن یہ ہے
کہ اس ماہِ یگانہ میں نبیؐ الانبیا آیا

مہینہ دوسرا چاہے ملائے اس کے منھ سے منھ
بتا دے پہلے یہ، کون اس میں اس بے مثل سا آیا

زمیں پر کس تجمل سے ہے محبوبِ خدا آیا
جلو میں اس کے موکب کے جلالِ کبریا آیا
بحمد اللہ جہاں میں دافع رنج و بلا آیا
گنہگاروں مبارک شافع روز جزا آیا

جہاں کہتے ہیں جس کو کلبۂ تاریک و تیرہ تھا
منور اس کو جس کے پرتوے نے کر دیا آیا
یہ عالم ماسوئ اللہ قالبِ بے روح تھا پہلے
دو عالم دم قدم سے جس کے زندہ ہو گیا آیا

ارادہ نقشبندِ کاف ونوں کا یہ جو مکنوں تھا
ہوا جس سے ظہورِ کارگاہِ دوسرا آیا
ہوئی جب ایک ذات خاص رحمت سب عوالم کی
معاند سے کوئی پوچھو کہاں سے دوسرا آیا

قلوب اہل اخلاص اور غم افلاس بے جا ہے
کہ ہے دنیا میں وہ کانِ کرم، بحر عطا آیا

مومنوں پھر مہِ میلاد آیا
پھر مجھے عہدِ طرب یاد آیا
آیا محبوبِ خدا دنیا میں
مژدہ اے خلق کہ دلشاد آیا
یعنی ارشادِ خدا کے موجب
غم اُمّت سے وہ آزاد آیا
سَوفَ یُعْطِیکَ فَتَرْضٰی حق سے
رحمت عام کا ارشاد آیا
رحمت عالمیاں کو یہ خطاب
واہ کیا مژدہ خدا داد آیا
عفو حق، رحم محمد صد شکر
کہ گناہوں سے ہے ایزاد آیا

❖❖❖❖❖

بحمد اللہ زمیں پر وہ مکینِ لا مکاں آیا
زمیں میں قبلۂ عالم ہو جس کا آستاں آیا
زمیں کو آج فیاضِ فضائے فیضِ اقدس نے
مقدّس کر دیا دیکھو کہاں تھا اور کہاں آیا
تنزّل ہے بصورت، پر حقیقت میں ترقی ہے
کہ تکمیل اِس جہاں کی بھی ہوئی جب وہ یہاں آیا
تنزّل مرتبہ کا کچھ نہیں ہے گر خرابہ میں
کبھی آباد کرنے کے لیے شاہِ جہاں آیا
جہانِ تیرہ روشن ہو گیا نورِ الٰہی سے
حیات تازہ پائی جب کہ وہ روحِ زماں آیا
تعالی اللہ زمیں ہے رشک فردوس بریں اس شب
کہ اس میں وہ شہ بالا نشیں عرشی مکاں آیا
فنا فی اللہ کے عشاقِ سرگرداں کو مژدہ ہے
کہ اِس صحرائے بے نام و نشاں کا راہباں آیا
مبارک تشنہ گاں بارانِ رحمت ہو گیا نازل
مبارک اے گنہگاراں شفیعِ مذنباں آیا

❖❖❖❖❖

زمیں پر آج کیا محبوبِ رب العالمیں آیا
کہ ہے عرشِ بریں کو آج کچھ رشک زمیں آیا

فضائے دشتِ طیبہ خرمنِ طیب مطیب ہے
کہ عنبر زلّہ بردار آ ہوئے چیں خوشہ چیں آیا

زمیں کو آسماں پر دعوئے بالامکانی ہے
کہ اُس پر وہ مکانِ لا مکانی کا مکیں آیا

فرازِ عالمِ قدسی کی جس کے رو سے زینت ہے
قدم اس کا ہے جو زیب نشیب ما وطیں آیا

وہ ختم المرسلیں ہے بالیقیں اس کے یہ معنی ہیں
کہ سب ملک رسالت اس کے ہی زیرِ نگیں آیا

چھپایا ابر کی چادر میں منھ خورشید نے اپنا
جب آیا نورِ حق کے رو برو سایہ نشیں آیا

آتش و آب و ہوا خاک طربناک ہیں سب
ارضی و ساکنِ افلاک طربناک ہیں سب

آج میخانۂ گردوں میں ہے یہ جوشِ طرب
ساغر و شیشہ، خُم و تاک طربناک ہیں سب

کیا طرب نے ہے احاطہ یہ کیا عالم پر
غم و غم دیدہ و غمناک طربناک ہیں سب

ہو گئی طبلِ طرب صورِ سرافیل مگر
روحیں عالم کی وہ بے باک طربناک ہیں سب

سرِ گرداں، جگر سوختہ، بریاں سینہ
چشم پُرنم، دلِ صد چاک طربناک ہیں سب

ہے طرب جسمِ جمادات سے بھی آج عیاں
نہ فقط صاحبِ ادراک طربناک ہیں سب

پُر طرب یہ چمنِ دہر ہے ایسا کچھ آج
گل و غنچہ، خس و خاشاک طربناک ہیں سب

نہ فقط مشتری و زہرہ، کواکب یکسر
سُست ہیں یا کہ وہ چالاک طربناک ہیں سب

دھوم ہے آج جو افلاک میں بے شک ہے وہاں
مولدِ صاحبِ لولاک طربناک ہیں سب

نہ فقط روح قدس آج ہے سرگرم طرب
قدسیانِ ملاءِ پاک طربناک ہیں سب

قدم اُس سرورِ عالم نے زمیں پر رکھا
ساکنانِ کرۂ خاک طربناک ہیں سب

کرۂ خاک ہے اکسیر بنا آج کی رات
ہے عیاں آب میں گوہر کی صفا آج کی رات

نفسِ عیسیٔ مریم ہے ہَوا آج کی رات
ہے جہاں بار وہی نور وضیا آج کی رات

جسم کو مرتبۂ روح ملا آج کی رات
روح ہے آئینہ یار نما آج کی رات

معدنیات کو ہے نشو و نما آج کی رات
ہے نباتات میں حیواں کی ذکا آج کی رات

زیب ممکن کوئی باقی نہ رہا آج کی رات
حق تزئیں کیا واجب نے ادا آج کی رات

ایسے محبوب خدا کیوں ہے ولا آج کی رات
ہے مگر مولدِ محبوبِ خدا آج کی رات

حاجت ہر ایک کی ہوتی ہے قضا آج کی رات
رد کسی کی نہیں ہوتی ہے دعا آج کی رات

حَیَواں، طائر و ملکوتِ ہوا آج کی رات
ہو گئے مست طرب ارض وسما آج کی رات

جلوہ نورِ ازلی نے ہے کیا آج کی رات
ہو گیا صحن زمیں عرش فضا آج کی رات

پردہ حسنِ ابدی سے ہے اُٹھا آج کی رات
کھل گیا سِرّ خدا مثل ضحا آج کی رات

جوش زن حق کا یہ ہے بحر عطا آج کی رات
وقفِ مخلوق ہوئی کانِ سخا آج کی رات

اُس شہِ عالم کا ہے میلاد آج
سر پہ ہے لولاک کا جس کے کہ تاج
ہے شہِ عالم نہیں اس سے عجب
عرصۂ عالم سے جو لے وہ خراج
ارض پر آیا ہے جو محبوبِ حق
ارض کا ہے عرش کے اوپر مزاج
روشنی ہے عالم تیرہ کی وہ
حق نے جو فرمایا ہے اُس کو سراج
شافیٔ ہر درد ہے اس شہ کی یاد
نام ہے کیا؟ کافیٔ ہر احتیاج
ظاہری امراض کی ہے وہ دوا
باطنی امراض کا ہے وہ علاج
ہے یہ سب اُس برزخ کبریٰ کا فیض
جسم کا اور جاں کا جو ہے امتزاج

جہاں میں زور ہے کچھ شور مرحبا ہے آج
نہ کیوں ہو مولدِ محبوبِ کبریا ہے آج
جہاں کو مرتبہ ایسا ملا نہ تھا اب تک
میسر اس کے قدم سے اُسے ہوا ہے آج
ہر ایک ذرّۂ ریگ آفتابِ تاباں ہے
زمیں پہ نورِ محمد یہ چھا گیا ہے آج
دو بوئے روح دو عالم، محیط ہر دو سرا
نہ شامّہ کی، نہ کچھ حاجتِ صَبا ہے آج
ہوئی ہے آج ہوائے دمِ مسیح ہَوا
ہوا کی دہر کی کچھ اور ہی ہوا ہے آج
اگر یہ شب شبِ مولد نہیں تو کیا باعث
کہ اُس کے آگے خجل صبح کی صفا ہے آج
اجابت آج دعا کی طلب میں پھرتی ہے
درِ عنایت و فضلِ خدا کھلا ہے آج
یہ دن ہو ہم کو مدینہ میں سالِ آیندہ
یہ آرزو، یہ دعا ہے، یہ التجا ہے آج

❖❖❖❖❖

تنہا خوشی سے سرخ نہ روئے اُفق ہے آج
اوجِ فلک کے منھ پہ بھی پھولی شفق ہے آج
نو روز آج نو طبقِ آسماں میں ہے
گلگشتِ عیدگاہ زمیں کا طبق ہے آج
نورِ عرب محیطِ بسیطِ زمیں ہوا
فارس کی آگ شرم سے غرقِ عَرَق ہے آج
اُڑتی ہیں منھ پہ اہل ہوا کے ہوائیاں
اور بے شمار کفر کے دل پر قلق ہے آج
کسریٰ کے قصر میں نہیں کچھ قصرِ انشقاق
قصرِ دلِ ملوکِ جہاں جملہ شق ہے آج
نخلِ عرب کو دیکھو کہ کیا سر بلند ہے
طوبیٰ کے ساق پر اُسے قصبُ السّبق ہے آج
رشکِ بیاضِ صبح، ہوئی ہے سوادِ شام
میلادِ برگزیدۂ ربُّ الفلق ہے آج

نہ فقط یہ طبق خاک طربناک ہے آج
عالمِ علویِ افلاک طربناک ہے آج
چمن دہر میں موجود ہے جو کچھ تر و خشک
گل سے لے تا خس وخاشاک طربناک ہے آج
آج دنیا میں ہے وہ قبلۂ عالم آباد
خاطر گنبد کاواک طربناک ہے آج
سجدۂ شکر میں کعبہ جو جھکے کیا ہے عجب
رجس اصنام سے ہو پاک طربناک ہے آج
رحمتِ عام ہے دشمن کو بھی ہے اُس سے اُمید
دوست جو اس کا ہے بیباک طربناک ہے آج
نام غم صفحۂ عالم سے ہوا محو اس دن
تھا جو غمدیدہ و غمناک طربناک ہے آج
گلشنِ دہر میں آج اس سے طرب چھائی ہے
بیدِ سادہ بھی بہ از تاک طربناک ہے آج
نہیں حاجت مئے و مے سازی و مے نوشی کی
جس نے دیکھا شجر و تاک طربناک ہے آج
آج خمار کے محتاج نہیں اہلِ طرب
شاخ و برگ و ثمر و تاک طربناک ہے آج

سب جہاں قیدِ الم سے جو ہوا ہے آزاد
ہے یہ کس مخزنِ احسان و کرم کی امداد
مثلِ گل خار نے اب دشت میں ڈالی ہے بہار
شاخِ پژمردہ بھی شاداب ہے مثلِ شمشاد
نور اسلام کا ہے روئے زمیں پر جلوہ
ظلمتِ کفر ہوئی خوب تباہ و برباد
دیکھ کر مجھ کو ہوا جب کہ تعجب اس کا
ہاتفِ غیب نے ناگاہ کیا یوں ارشاد
کچھ نہیں جائے تعجب کہ زمیں ہے روشن
مولدِ سرورِ عالم سے ہوئی ہے آباد
اُن کے مولد کی خوشی کیوں نہ جہاں میں پھیلے
واسطے جن کے بنی ارض و سما کی بنیاد
ہے وہ محبوبِ خدا اُن کے سوا حشر کے دن
خلقِ حیران کی کوئی نہ سنے گا فریاد

للّٰہ الحمد کہ پھر آیا ہے ماہِ میلاد
جس کی برکت سے ہے ہر صاحبِ ایماں دلشاد
بو لہب فرحتِ مولد سے جو پائے تخفیف
اہل دیں کیوں نہ ہو پھر نارِ سقر سے آزاد
اہل اسلام کو لازم ہے کریں عشق سے سب
ماہِ میلاد کو آراستہ مثلِ اعیاد
رات دن پڑھتے رہیں مدحتِ محبوب خدا
گرچہ جل جائیں عداوت سے قلوبِ حسّاد
محفلِ ذکر پیمبر کا بیاں ہو کیا فضل
ذکرِ پاک آپ کا ہے افضل جملہ اوراد
ہے بڑا فائدہ اس بزمِ مبارک میں یہ
ہوئی اس ذکر سے اسلام کی محکم بنیاد
دخل ابلیس کا ہو ذکر نبی میں کیونکر
غیر ممکن ہے ابد تک کہ بہم ہوں اضداد

❖❖❖❖❖

باعث رحمت عالم ہے محمد کا وجود
ذرّے ذرّے میں ہے نورِ شہِ عالم مشہود

تھے نہ کچھ ارض و فلک جن و ملک کے آثار
جبکہ موجود کیا حق نے وہ نورِ محمود

حضرت آدم کی جو پیشانی میں آیا وہ نور
سب فرشتہ ہوئے تعظیم کو آکر موجود

ہیں کدھر منکرِ تعظیمِ رسول الثقلین
کس لیے بھول گئے قصّۂ شیطان حسود

جو بھی تعظیم بجا لاوے ملے اُس کو بہشت
اور منکر کو میسر ہو جہنم کا خلود

کیا لکھوں آپ کے اوصاف و فضائل کا بیاں
کہ فضائل شہِ والا کے نہیں ہیں محدود

سر اطہر سے قدم تک ہے ظہور اعجاز
جو کہ انکار کرے ہو وہ لعین و مردود

علم ہر شے کا دیا اُن کو جناب حق نے
سارے عالم کے غیوبات ہوئے اُن پہ شہود

کیا لکھے کوئی بھلا اُس شہِ والا کی صفت
جن کا مداح و ثنا خواں ہے خدائے معبود

ہے اُنھیں جملہ خلائق پہ بلندی حاصل
عرشِ والا پہ ہوا آپ کے قدموں کا صعود

جس زمیں پہ ہو نشاں اُس کا بقول حافظ
وہ زمیں ہے بہ یقیں قبلۂ ارباب شہود

”برزمینے کہ نشانِ کفِ پائے تو بود
سالہا سجدۂ صاحب نظراں خواہد بود“

ہوئے کیا اُن کی وجاہت کا بیاں پیش خدا
شان میں جن کی لَعَمْرُکَ سے قسم کا ہو ورود

بالیقیں حق و محقق ہے شفاعت اُن کی
ہیں وہی صاحبِ معراج و مقام محمود

بیٹھے جب عرش معلّٰی پہ وہ محبوب خدا
تھی وہاں رحمت عظمٰی کی عجب شان نمود

اے مسلمانو رکھو دل سے شفاعت کی اُمید
اپنے سردار پہ پڑھتے رہو تسلیم و درود

فضیلت دُرود

معمول ہو گیا ہے جو پیش از دعا درود
کس واسطے دعا سے مقدّم ہوا درود

ظاہر یہ ہے کہ جب بلحاظِ مزیدِ جاہ
محبوب کے خدا نے پذیرا کِیا درود

یہ بات شانِ وسعتِ رحمت سے ہے بعید
مقبولِ بارگاہِ کرم ہو نرا درود

کیونکر کہ ہے دعا بھی طفیلی درود کی
مطلوب بارگاہِ کرم گرچہ تھا درود

اور راز اِس میں یہ ہے کہ وہ کام کیجئے
کرتا ہے جو خدا بھی وہ ہی برملا درود

ہوتا ہے اتحادِ عمل وجہِ التفات
پڑھتے ہیں اس اُمید سے قبل از دعا درود

ہے ایک راز اور بھی اس میں بہت لطیف
یعنی ہوا ہے توطِیۂ مُدعا درود

جیسے فقیر کہتے ہیں پیارے کی خیر ہو
ہے سائلوں کی بھی درِ حق پر صدا درود

دیکھا ہے ہم نے چشمِ بصیرت سے لاکھ بار
خوش ہو گیا خدائے جہاں جب سنا درود

ہے قاعدہ خوشی میں جو مانگو سو وہ ملے
محروم کس طرح رہے جس نے پڑھا درود

مفتاحِ حلِّ جملہ مطالب ملی ہمیں
خوشنودیٔ خدا کا سبب جب ہوا درود

اور حق یہ ہے کہ پھر کسی مطلب سے کیا غرض
خوش ہو گیا جو بندہ سے سن کر خدا درود

کیا راز ہے خدا کہے صلّوا علی النبی
مومن کہیں جواب میں پڑھ اے خدا درود

یہ رمزِ عاجزی ہے کہ ہم سے نہ ہو کبھی
جس طرح سے کہ ہوگا خدا سے ادا درود

کیا کام ہے خدا و فرشتوں نے جو کیا
اور مومنوں کو حکم دیا حبّذا درود

فضلِ درود و فضلِ رسول خدا یہ ہے
خود بھیجتا ہے اپنے نبی پر خدا درود

کیا عشق ہے خدا کو نبی کے درود سے
دہ چند پڑھنے والے پہ ہے بھیجتا درود

❖❖❖❖❖

منتظر آپ کے ہیں جن و بشر
شوق میں آپ کے ہیں سب مضطر

آتش ہجر میں جلتے ہیں جو دل
آپ رحمت سے اُنھیں کیجیے تر

سر بسر خاک بسر ہیں جو بشر
سرفراز اُن کو کرو اے سرور

اپنے سایہ سے جہاں کو روشن
کر دو اے ظل خدائے اکبر

خلق بے سر ہے کہ سردار ہو تم
قدم اپنا رکھو اُن کے سر پر

آج اسے سر بفلک کر دیجے
کیجیے روئے زمیں پر بھی گذر

آپ کے شوق میں سرگرداں ہیں
رات دن گرد زمیں شمس و قمر

قدر شاہی سے نہیں کچھ گھٹتا
لائے تشریف خرابے میں اگر

آیئے آیئے اب تاب نہیں
شوق سے شوق کا پھٹتا ہے جگر

بار ہجراں کا تحمّل نہیں اب
ٹوٹی جاتی ہے تمنا کی کمر

آیئے آیئے اے جانِ جہاں
ہے جو بے روح جہاں کا پیکر

تشنہ لب ماہیٔ بے آب ہیں سب
آیئے ساقیٔ حوضِ کوثر

کیجیے رحم گنہگاروں پر
آیئے شافع روز محشر

منتظر آپ کے ہیں جن و بشر
ہجر میں آپ کے ہیں خستہ جگر

ہیں شہِ خلق و وزیرِ حق آپ
چھوڑ کر آپ کا درجائے کدھر

رحمتِ جملہ عوالم ہیں آپ
کیجیے ہم پہ عنایت کی نظر

جلوۂ روئے مقدس ہو نصیب
دل کی خواہش ہے یہی شام وسحر

کاش ہم خواب میں دیکھیں وہ قدم
رُعب سے جس کے ہوا نرم حجر

خاک نعلین کی ہاتھ آوے اگر
اپنا ہم اُس کو کریں کحلِ بصر

اپنے الطاف سے اے شاہ امم
ہم کو بلوایے اپنے در پر

ہے تمنّا یہی دل کی اپنے
یعنی حاصل ہو مدینہ کا سفر

کیا کروں وصف مدینہ کا بیاں
ہے عیاں، کس کو نہیں اُس کی خبر

ہر حجر طُور ہے اُس صحرا کا
رشک طوبیٰ ہے ہر ایک شجر

ہے چمکنے کا یہ اُس ارض کے حال
ذرّۂ ریگ سے کمتر ہے گہر

ہے کس کے روئے پاک کے پرتو کی یہ چمک
پرنور ہے سماک سے لے کر جو تا سمک
کیا دھوم ہے کہ جس کے سبب لوح دہر سے
حرفِ بلا و نقطۂ غم ہو گیا ہے حک
شمہ یہ کس سحابِ کرم کا زمیں پہ ہے
آتش کدے جو بجھ گئے فارس کے یک بیک
روئے زمیں ہے عالمِ بالا کا قبلہ گاہ
آتے ہیں شوق دل سے زمیں پر جواب ملک
کس ابرِ لطف و بحر کرم کا یہ فیض ہے
ہے لالہ زار آج بیابانِ پُر خسک
آمد ہے کس شہنشہ عالم پناہ کی
مشتاق پائے بوس زمیں ہے جو اب فلک
ہے آج جشن اُس شہِ کون و مکاں کا جو
محبوب حق ہے وہ، نہیں کچھ اس میں وہم وشک
ہرگز نہیں ہے جوہرِ حسن اُن کا منقسم
ہے یہ محال پہنچے کوئی اُن کے فضل تک
حاصل ہیں اُن کو حق سے وہ مخصوص مرتبے
ممکن نہیں کبھی کہ وہ ہوں دو میں مشترک

❖❖❖❖❖

نعت میں حضرت کی فکرِ شعر حالی کا خیال — وہم باطل ہے کہ ہے نقشِ مُحالی کا خیال

ہے خدا مداح اُن کا اور نہیں بندہ خدا — تا کرے مثل خدا مضمونِ عالی کا خیال

بندۂ تخیل وحس کی بس یہی معراج ہے — ذکر اشواق و مضامینِ خیالی کا خیال

کیا حلاوت ہے مدینے کے سفر کے قصد میں — بحر مالح پر بھی ہے اک نہر حالی کا خیال

عالم بالا تہ و بالا ہے کیوں؟ کیا آ گیا — دیکھ لینے کا مدینے کے حوالی کا خیال

آمد و رفتِ نفس کی ہو گئی مسدود راہ — آیا جب مسدودئ باب شمالی کا خیال

نے سبل، نے جوشِ خوں ہے، بلکہ ہے یہ جم گیا — آنکھ کے پردوں میں اس پردے کی لالی کا خیال

تجربہ ہے خضر ہو جاوے جماوے دل میں جو — قبۂ خضرا کی اُس سرسبز جالی کا خیال

سینہ چھلنی ہو گیا آنکھوں میں جالے پڑ گئے — آ گیا یہ شبکۂ عالی کی جالی کا خیال

نورِ حق آنکھوں کے آگے بس چمک جاتا ہے صاف — آئے ہے جس وقت اُس الماسِ غالی کا خیال

ساقیِ کوثر مئے اطہر پلا دیں اے خدا — راست آ جائے یہ مستِ لا اُبالی کا خیال

جلوہ فرما ہے عجب ماہِ ربیع الاوّل
مظہرِ لطف و طرب ماہِ ربیع الاوّل
فخرِ دہر و شرف افزائے جہاں ہے بیشک
نورِ احمد کے سبب ماہِ ربیع الاوّل
اپنے محبوب کا مولد جو اُسے ٹھہرایا
ہے پسندیدۂ رب ماہِ ربیع الاوّل
منتظر رہتے ہیں رحمت کے فرشتے دل سے
آئے گا دیکھیے کب ماہِ ربیع الاوّل
کیسے پُرنور و صفا کون و مکاں ہوتے ہیں
لطف فرماتا ہے جب ماہِ ربیع الاوّل
ہر زماں نور فشاں مثل سحر رہتا ہے
چہ بروز و چہ بشب ماہ ربیع الاوّل
نور سے ہر در و دیوار کو کر دیتا ہے
رشکِ مرآتِ حلب ماہِ ربیع الاوّل
اپنی برکت سے محبّوں کا مٹا دیتا ہے
کلفت و رنج و تعب ماہِ ربیع الاوّل
جو کہ ہیں منکرِ دیں اور منافق پیشہ
اُن پہ لاتا ہے غضب ماہِ ربیع الاوّل

کیا مچ رہی ہے آج زمیں آسماں میں دھوم
میلادِ احمدی کی مگر ہے جہاں میں دھوم
ہے وہ مکینِ عرش تو کون و مکاں میں کیا
میلاد کی ہے اس کے پڑی لامکاں میں دھوم
ذات اُس کی ہے جو غایتِ تکوینِ کائنات
ہے اِس جہت سے انجمنِ کن فکاں میں دھوم
شاہی مسلّم اُس کو ہے تینوں مقام کی
ہے اس سبب سے سرمد و دہر و زماں میں دھوم
صدقہ ہے اُس کے دست کرم کا دُر اور زر
ہے کیا عجب کہ آج پڑے بحر و کاں میں دھوم
جوشِ خوشی سے آج یہ جانِ بہار میں
بلبل کی طرح ڈالی ہے گُل بوستاں میں دھوم
پھولا نہیں سماتا ہے گل پیراہن میں آج
غنچہ مچا رہا ہے کچھ اپنے دہاں میں دھوم
مولد ہے اُس کا واسطے جس کے بنی بہشت
رضواں مچا رہا ہے ریاضِ جناں میں دھوم

سراپا گرچہ گنہگار و خطاوار ہیں ہم — شکر للہ کہ شفاعت کے سزاوار ہیں ہم

ہے شفاعت میں جو تصریح گنہگاروں کی — شکر للہ کہ گنہگار و خطاوار ہیں ہم

دے دیا خاص جسے ملک شفاعت حق نے — واہ اُس شاہ شفاعت کے ہوا دار ہیں ہم

کسی شافع کی شفاعت نہ ہو بے اذن اس کے — واعظا سر نہ پھرا واقف اسرار ہیں ہم

رحمتِ حق سے ہے احمد کی شفاعت کو سبق — حق کہے بعد شفاعت کے کہ غفار ہیں ہم

ق

برکتِ عشقِ محمد ہے یہ اے زاہد خشک — ثقلِ طاعات ریا سے جو سبک بار ہیں ہم

خانۂ دل میں بسا ملک عرب ہے لیکن — جسم کو ہند میں رکھتے ہیں گنہگار ہیں ہم

گرچہ کر سکتے نہیں دعویٔ مجبوریٔ محض — لیک یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ مختار ہیں ہم

ہے یہ افسانۂ بیگانہ، سخن یہ ہے کہ حیف — بے سبب کیا ہے کہ دور از درِ دلدار ہیں ہم

نور احمد ہے احد، ظلّ احد ہے احمد — ناحق اوہامِ جدائی میں گرفتار ہیں ہم

مرضِ مہلک و دردِ سر بے جا و جنوں — ہے یہی وہم جدائی کہ نمودار ہیں ہم

ہم نے احمد کو احد، مے کے نشے میں جو کہا — واہ کیا عالمِ مستی میں بھی ہشیار ہیں ہم

چاہیے نشتر لا، مرہمِ اِلاّ اُس کو — اسی حکمت کے محمد سے طلبگار ہیں ہم

حجت و کشف سے ہر چند کہ ہو سب معلوم — طالبِ حالِ سرا پردۂ اسرار ہیں ہم

ہوئے نورِ محمد سے تمامی بحر و بر روشن
نہ تنہا بحر و بر روشن سبھی زیر و زبر روشن
اُنھیں کے نورِ اقدس کا یہ اک ادنیٰ کرشمہ ہے
فلک پر عکس سے جن کے ہوئے شمس و قمر روشن
مدینہ جب سے اُس محبوبِ حق کا ہو گیا مسکن
ہوا ہے طور کے مانند اُس کا ہر حجر روشن
کرشمہ ہے یہ آنحضرت کے دندانِ منور کا
کہ ہیں تشبیہ سے اس کی ہوئے لعل و گہر روشن
شبِ میلادِ آنحضرت کا ہو کس سے بیاں رتبہ
کہ اُس کی شام پُر انوار ہے مثلِ سحر روشن
مہیا جس مکاں میں محفل میلادِ اقدس ہو
وہاں ہوتے ہیں مثلِ آئینہ دیوار و در روشن
خدا دیتا ہے کیا کیا برکتیں اُس اہلِ ایماں کو
حبیبِ حق کے ذکرِ پاک سے ہو جس کا گھر روشن

ہوئے نورِ محمد سے زمین و آسماں روشن
زمین و آسماں کیا ہے ہوا سارا جہاں روشن
اُنھیں کے نور سے ہے ہر جہاں نے روشنی پائی
مکاں کیا ہے ہوا ان کے قدم سے لامکاں روشن
نہ کیونکر عرش معراج ملائک وہ مکاں ہووے
قدم سے آپ کے ہو جس مکاں کا آستاں روشن
محمد کے وسیلہ سے خدا کو خلق نے جانا
ہوا ہے سب پہ ان کے دم سے یہ راز نہاں روشن
اگر آنکھوں میں خاک اُس پائے اقدس کی مَلے اعمی
اثر سے اس کے، آنکھیں اس کی ہوویں بے گماں روشن
نہ ملتی نام سے حضرت کے جنت کو اگر عزت
کبھی ہوتا نہ ہرگز نور سے باغِ جناں روشن
عجب کچھ محفل انوار ہے محفل یہ مولد کی
کہ مثل شمس ہے اس بزم کا ہر شمع داں روشن

تجلی ذات حق کی خاص ہے ذاتِ محمد میں
عیاں ہے فعل حق حرکات و سکناتِ محمد میں
وہ سمجھے معنیٔ نورٌ علیٰ نورٌ کہ جو دیکھے
عیاں نورِ خدا مصباح مشکوٰتِ محمد میں
بجز حق کون جانے منتہیٰ اُس کی ترقی کا
کہ سدرہ پایۂ پائیں ہے مرقاتِ محمد میں
کتاب لوح محفوظ ایک ملفوظ محمد ہے
ہے قرآں مختصر شرح کمالاتِ محمد میں
امیں معراج میں بیرونِ در تھا کوئی کیا جانے
کہ کیا کیا کچھ کِیا حق نے مداراتِ محمد میں
جو ظاہر اور مظہر میں ہے نسبت، ہے وہی نسبت
مناجاتِ خدا میں اور مناجاتِ محمد میں
يَدُ اللّٰه فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ رَمَيْتَ مَا رَمَيْتَ سے
دلیلیں ہیں بہت موجود آیاتِ محمد میں
نہ چھوڑا مستؔ میں باقی اثر کچھ خود پرستی کا
نشہ یہ ہے مئے عشق موالاتِ محمد میں

کہوں کیا، آنِ معشوقی ہے جو جانِ محمد میں
لَعَمرُکَ حق کہے کس پیار سے شانِ محمد میں
عجب کیا ہے ملا خلعت جب ان کو مَا رَمَیتَ کا
کہ آئے بوئے محبوبی گریبانِ محمد میں
کہے حق رحمتہ اللعالمیں قرآن میں اُن کو
یہ کیا وسعت ہے دیکھو دور دامانِ محمد میں
وہ کسر صولتِ کسریٰ، وہ قصر شوکتِ قیصر
کرشمے ایک جنبش کے ہیں مژگانِ محمد میں
محمد کیا ہی ہے انسانِ کامل، مظہر جامع
ہے یہ وصفِ حقیقی حصر، عنوانِ محمد میں
نہ پہنچے فیض احدیت بن اس کی واحدیت کے
نہیں ممکن کوئی ہمتا ہو فیضانِ محمد میں
کمال اُن کا حقیقی اور ہر اک کا اضافی ہے
سوی اللہ سب سَوا ہیں بارِ احسانِ محمد میں
بقدرِ قربِ آنخضرت تفاوت ہے مراتب کا
ہے جیسا جس کا مجرا گاہ دیوانِ محمد میں
نبی ہوں یا ولی سب اُس سے روشن مثل کوکب ہیں
یہ کچھ ہے نور پاشی شمسِ تابانِ محمد میں

شام کو ذکرِ نبی میں جو سحر کرتے ہیں
نورِ مازاغ سے وہ کحل بصر کرتے ہیں

رات دن ذکرِ نبی میں جو گزر کرتے ہیں
حق کی صحبت میں وہ اوقات بسر کرتے ہیں

صبح تک رہتے ہیں رحمت کے فرشتے حاضر
شام کو ایسے محل میں جو گزر کرتے ہیں

زندہ دل جو شب میلاد نبی میں جاگیں
حال پر اُن کے وہ رحمت کی نظر کرتے ہیں

دورِ خورشید و قمر کیوں ہیں مسخر اُن کے
شب کو دن ذکرِ نبی میں وہ مگر کرتے ہیں

صبحِ محشر کو عیاں ہوگا نتیجہ اُس کا
جب ملک ارض و فلک زیر و زبر کرتے ہیں

خوابِ راحت میں وہاں ہوں گے وہ بیدار نصیب
آج بیداری وہ اخلاص سے گر کرتے ہیں

گُلِ شبّوے مناجات نبی کو وہ لوگ
آب اخلاص سے کیا تازہ و تر کرتے ہیں

آخری مجلس میلاد ہے اس ماہ کی یہ
حرز جاں ہم اسے تا سالِ دگر کرتے ہیں

زندہ جب تک ہیں ہم اس شغل کو انشاء اللہ
دائما تیر حوادث کا سپر کرتے ہیں

لشکرِ خوف سے یہ حصن حصیں ہے اپنا
عرصۂ حشر میں ہم جب کہ گزر کرتے ہیں

آ گیا یاد مدینے کا بیاباں ہم کو
کیوں نہ ہو خلد بریں خانۂ زنداں ہم کو
چشمۂ دینِ مدینہ کے جو ہیں ہم تشنہ
چاہِ بے آب ہوا چشمۂ حیواں ہم کو
نہ ملے ہم کو مدینہ کی وہ دریوزہ گری
ہو اگر آرزوئے ملک سلیماں ہم کو
اے خضر تم کو مبارک رہے بس آبِ حیات
بخدا خاکِ مدینہ ہے بہ از جاں ہم کو
آئے جب قلب میں صحرائے مدینہ کا خیال
پھولا آنکھوں میں نظر آئے گلستاں ہم کو
ایک دم دل سے جدا یاد مدینہ نہ ہوئی
کر لیا خوب ہی شرمندۂ احساں ہم کو
آیا اُس دشت کے کیا خارِ مغیلاں کا خیال
مضطرب کچھ نظر آتی ہے رگِ جاں ہم کو
جا جو تل بھر ہمیں گلشن میں مدینے کے ملے
بس یہ سمجھیں کہ ملا روضۂ رضواں ہم کو

یہ سامانِ طرب یا رب مجھے کس ڈھب مہیا ہو
جنوں، شور و فغاں، عریاں تنی، یثرب کا صحرا ہو
غبارِ دشتِ یثرب سے بدن مستور ہو اپنا
یہی خاکستری جامہ، ہم آزادوں کا بانا ہو
حقیقت کیا ہے گر تو ہند سے آیا مدینے میں
مَلک آیا زیارت کو، عبادت خوب کی لیکن
مزہ عشق و محبت کا کہاں اس نے اُٹھایا ہو
عبادت کا ثمر جنت، محبت کا معیت ہے
معیت اور جنت میں سمجھ لو کون بالا ہو
عبادت سے بشر ہو جائے ہے مثل ملک لیکن
محبت کا جو جلوہ ہو وہ عالم سے نرالا ہو
مَلک کے اور عاشق کے جو حالوں میں تفاوت ہے
عیاں ہو اس کو جس نے کچھ فنِ اسرار دیکھا ہو
گزر جبریل کا بس منتہٰی ہو حدِّ سدرہ تک
اگرچہ شہ پَرِ بے منتہی پرواز رکھتا ہو
بلالِ با نوا دیکھو کہ معراجِ محمد میں
طفیلِ عشق سے کس درجۂ علیا کو پہنچا ہو
محمد یآر کا بھی نام دیوانِ محبت نے
غلامانِ محمد میں لکھا ہو کیا تماشا ہو

❖❖❖❖❖

بشر یا بوالبشر کیونکر بھلا اُس کے برابر ہو
ابو العالم ہو جو اور مظہرِ اللہ اکبر ہو

وہی ہے مظہرِ جامع، وہی انسانِ کامل ہے
دوئی اس میں کسی ذی عقل کو ہرگز نہ باور ہو

نہ ہو مداح اُس کا کیوں غریق لجّۂ حیرت
کہ بحرِ فیض سے جب ایک قطرہ حوض کوثر ہو

وہ ظل اللہ ہے اور رحمت عالم عجب کیا ہے
کہ مجھ سے بے نوا کے بستر ے پر سایہ گستر ہو

حواس خمسہ کے کاسوں میں میرے یا الٰہی پُر
مئے حبّ محمد، فاطمہ، حسنین و حیدر ہو

پڑے جس چیز پر اس کی نگاہِ فضل وہ ہو جائے
مہ و خور سے منور گرچہ ذرّہ سے بھی کمتر ہو

نہ ہو کوئی گریباں گیر جب عرصات محشر میں
محمد یار کا ہاتھ اور دامانِ پیمبر ہو

حق جو باطن ہے تو اے سرِ خدا ظاہر ہو
تو ہے آئینۂ اللہ نما ظاہر ہو
کنزِ مخفی کا معما نہ ہوا حل اب تک
کھول اس رمز کو اے عُقدہ کشا ظاہر ہو
عالمِ سفلی و علوی ہیں سراسر بے نور
باعثِ روشنیٔ ارض و سما ظاہر ہو
مظہرِ ذات و کمالات خداوند ہے تو
خلق کو پرتوہ خالق کا دکھا ظاہرہو
خلق نے واسطہ خالق سے بہت کچھ ڈھونڈا
نہ ملا پر نہ ملا تیرے سوا ظاہر ہو
مستمندانِ دو عالم کی تمنّائے دلی
درد مندانِ دو عالم کی دوا ظاہر ہو
خیر مقدم کی ترے ہے یہ خوشی عالم میں
دونوں عالم ترے اوپر ہوں فدا ظاہر ہو
منتظر ہیں تیری آمد کے گنہگار تمام
شافع روزِ مکافات و جزا ظاہر ہو

خلق گمراہ ہے اے راہنما ظاہر ہو
ہے جہاں تشنہ دہاں بحر عطا ظاہر ہو
ظلمت کفر نے ہے روئے زمیں کو گھیرا
رخِ پُر نور سے پردہ کو اُٹھا ظاہر ہو
ذاتِ پاک آپ کی ہے ظلّ خدائے اکبر
کیجیے خلق کی حاجت کو روا ظاہر ہو
قَابَ قَوْسَیْن کا بے آپ کے خالی ہے مکاں
جلد اے بادشہِ ملک دنیٰ ظاہر ہو
ہیں نہ مشتاق فقط جنّ و بشر اے سروَر
شوق میں آپ کے کعبہ بھی جھکا ظاہر ہو
واسطے آپ کی خدمت کے، ملک کا لشکر
دست بستہ جو ادب سے ہے کھڑا ظاہر ہو
رحمت عالمیاں حق نے کیا آپ کو ہے
دور کر دیجیے سب رنج و بلا ظاہر ہو

اے رسولِ کریم ظاہر ہو
نورِ ربِّ قدیم ظاہر ہو
ذات عالی ہے چشمۂ الطاف
بحرِ فیضِ عمیم ظاہر ہو
تم کو حق نے کیا رؤف و رحیم
اے رؤف و رحیم ظاہر ہو
قاسمِ رزق و قاسمِ عرفاں
جنتوں کے قسیم ظاہر ہو
گنج رحمت جہاں کو عزت بخش
کانِ خلقِ عظیم ظاہر ہو
کعبہ پر آپ کا علم ہے کھڑا
فخر بیت و حطیم ظاہر ہو
قَابَ قَوْسَیْن کی ہے جا خالی
اُس مکاں کے مقیم ظاہر ہو
دورِ عہدِ کلیم طور گیا
عرش حق کے کلیم ظاہر ہو
سب عوالم ہیں خستہ و بیمار
دردِ دل کے حکیم ظاہر ہو

❖❖❖❖❖

ہوئے پیدا محمد نوعِ انساں کو مبارک ہو
نہ تنہا نوعِ انساں جنسِ امکاں کو مبارک ہو
محمد کی ولادت ہو مبارک دونوں عالم کو
موالیدِ ثلاثہ، چار ارکاں کو مبارک ہو
یہ دورِ داوری دارین کے دارا کا آیا ہے
مدارِ دائرہ، تدویرِ دوراں کو مبارک ہو
بحمد اللہ زمیں پر اب وہ فیاضِ فیوض آیا
رطب یابس، رواں ساکن، یم وُ کاں کو مبارک ہو
ضلال وکفر کی رونق مٹا دی حق تعالیٰ نے
محمد کی ولادت دین و ایماں کو مبارک ہو
بہارِ بے خزانِ خاص لطف حق جو آئی ہے
ثمر اُس کا محبت کے گلستاں کو مبارک ہو
مبارک تشنگوں کو آب، مہجوروں کو ہو وصلت
محمد کی ولادت اہل عصیاں کو مبارک ہو
یہ مجلس ہے جو میلادِ رسول اللہ کی یا رب
عدو پر نامبارک ہو محباں کو مبارک ہو
رہے قہر خدا میں جو کہ اس مجلس کا منکر ہے
رضائے حق محمد کی ثنا خواں کو مبارک ہو

کیوں پشتِ دوتائے فلک اس غم سے نہ خَم ہو
مرغوبِ محمد جو مدینے کا حرم ہو
جو وصفِ محمد ہے کسی سے نہ رقم ہو
ہاں کاتبِ تقدیر ہو اور لوح و قلم ہو
یہ خامہ لکھے حالِ جہاں ایک زباں سے
ہو وصفِ محمد میں یہ لازم کہ دو دم ہو
حادث کو رسائی ہو وہاں کیسے کہ جس جا
فانی ہو حدوث اور عیاں رنگِ قِدم ہو
ممکن نہیں ہو عالم امکاں کے مماثل
وہ ذات کہ امکان و وجوب اُس میں بہم ہو
کیا خاک ہو وصف اس کا ادا خاک نشیں سے
علیائے افق جب کہ وہاں زیر قدم ہو
علیائے افق سے جو وہ فرمائے ترقی
کامل ہو دنیٰ اور تدلّٰی بھی اَتَم ہو
ہو کس سے ادا شرح مقامِ فتدلّٰی
ہاں زیر و بم ساز بیاں، لوح و قلم ہو
یا رب ہو بہم کب سر و سامانِ طرب سب
میں ہوں اور ادب اور مدینہ کا حرم ہو

❖❖❖❖❖

کیا نورِ حق ہے دنیا میں آیا الحمد للہ الحمد للہ
گلزارِ عالم ہے جس سے پھولا الحمد للہ الحمد للہ
تھا روئے دنیا جو تار و تیرہ وہ آج سارا رشکِ جناں ہے
نورِ نبی کا ہے سب پہ جلوہ الحمد للہ الحمد للہ
زیرِ زمیں سے اوجِ فلک تک جن و بشر کیا حور و ملک تک
کہتا ہے جب سے اُس رخ کو دیکھا الحمد للہ الحمد للہ
رحمت جو ان کی شامل ہے سب کو ہر ایک ذرہ محوِ خوشی ہے
ہے ہر مکاں سے نغمہ یہ پیدا الحمد للہ الحمد للہ
وہ جن کے حق میں حق نے لیا تھا سب انبیا سے عہدِ اطاعت
وہ خاص حق سے ہے جلوہ فرما الحمد للہ الحمد للہ
جن کی صفت سے عاجز زباں ہے جن کا کہ خالق خود مدح خواں ہے
ان کا نشاں ہے کعبہ میں چمکا الحمد للہ الحمد للہ
آئے زمیں پر وہ شاہ عالم جن سے توسل کرتے تھے آدم
ہوگی سبھوں کی پوری تمنا الحمد للہ الحمد للہ
پیدا جہاں میں ہے لطف و راحت بھیجا خدا نے کیا ابرِ رحمت
باقی نہ چھوڑا کچھ نام غم کا الحمد للہ الحمد للہ

ہو جائے جو سو جان سے قربانِ مدینہ
مل جائے یہ جاں اپنی بجانانِ مدینہ
سو جان سے جو ہو گیا قربانِ مدینہ
واصل ہوئی جاں اُس کی بجانانِ مدینہ
خدمت کو میں اپنی کبھی رضواں سے نہ بدلوں
واللہ جو ہو جاؤں میں دربانِ مدینہ
اُتری ہوئی نظروں سے نظر آتی ہے جنت
یاد آئے ہے جب لطفِ بیابانِ مدینہ
ہو صاد سے صحت کی مسجّل نہ خطِ حج
جب تک کہ نہ حاضر ہو بدیوانِ مدینہ
اللہ کا گھر مکہ، یہ محبوب کا اُس کے
اس وصف سے ہوتی ہے عیاں شانِ مدینہ
ذوقیست کہ نقش بجز از حق کہ شناسد
در بوسۂ لب ہائے ثنا خوانِ مدینہ
سن کر یہ غزل مست ہو، گانے لگی ہر روح
قربانِ مدینہ اجی قربانِ مدینہ

جس دل میں بھی ہو نورِ تولّائے مدینہ
دیکھے وہ جمالِ رخ مولائے مدینہ
جس سینہ میں کامل ہو تولّائے دینہ
ہو جاوے وہ خود خانۂ مولائے مدینہ
ہے ہر دلِ مومن میں تولائے مدینہ
یہ ہے اثرِ جذبۂ مولائے مدینہ
پروانگیٔ جذب سے ہو جاتے ہیں بے پر
پروانۂ شمعِ رخِ زیبائے مدینہ
سودائے مدینہ کا اُسے لطف ہو حاصل
جو سمجھے کہ کیا شے ہے سویدائے مدینہ
کچھ آج نہیں، عہد حکیمانِ سلف سے
جاری ہے خریداریٔ سودائے مدینہ
ہے جب سے کہ تھا جلوۂ محبوب نہ ظاہر
صیّاد جہاں عرصۂ رعنائے مدینہ
رضوان و جناں، مالک و طبقاتِ جہنم
عیسی و فلک بندہ و صحرائے مدینہ
مکے میں تو کیا خانۂ کعبہ میں بھی جا کر
دل سے نہ گئی میرے تمنّائے مدینہ
تشریف مقامِ نبوی راست نیامد
بر ہیچ مکاں جز قدِ بالائے مدینہ

❖❖❖❖❖

ہے عجب راحتِ جاں مجلسِ میلادِ نبی
باعثِ امن و اماں مجلسِ میلاد نبی
کافیٔ آرزو و شافیٔ آزار و الم
صحّت جسم و رواں مجلس میلاد نبی
محضر روح نبی، مظہرِ انوارِ خدا
شرفِ کون و مکاں مجلسِ میلاد نبی
رونق افروز وہاں روح نبی ہوتی ہے
صدق دل سے ہو جہاں مجلس میلاد نبی
ہم نشیں ہوں گے قیامت میں نبی کے وہ لوگ
جو بھی کرتے ہیں یہاں مجلسِ میلاد نبی
ڈھونڈتے پھرتے ہیں رحمت کے فرشتے دائم
یہ کہ ہے آج کہاں مجلسِ میلاد نبی
باعث منفعتِ آخرت و دنیا ہے
مایۂ ہر دو جہاں مجلسِ میلاد نبی
باعث حفظ ہے یہ چشم بدِ دوراں سے
حرزِ آفاتِ زماں مجلس میلاد نبی

بس کہ ہے نور فشاں مجلسِ میلادِ نبی
کیوں نہ ہو رشکِ جناں مجلسِ میلادِ نبی

اہل ایماں پہ عیاں اس کی فضیلت سب ہے
ہے نہ محتاج بیاں مجلسِ میلادِ نبی

مہبطِ رحمتِ الطافِ خدائے اکبر
ہے بلا ریب و گماں مجلسِ میلادِ نبی

بلبلو ذکر چمن کا نہ کرو مجھ سے کبھی
باغ بے داغ خزاں مجلسِ میلادِ نبی

سود بہبودی کونین کا ہے خوب عمل
دافع رنج و زیاں مجلسِ میلادِ نبی

واہ کیا گنج عنایات جناب حق ہے
اور الطاف کے کاں مجلسِ میلادِ نبی

ہے ادب فرض بیاں سب پہ یہ رکھتی ہے عجب
شوکت و رفعت و شاں مجلسِ میلادِ نبی

عرش سے فرش تلک شب جو مہک جاتی ہے
خوب رکھتی ہے نشاں مجلسِ میلادِ نبی

❖❖❖❖❖

شکر صد شکر پھر آیا بخوشی
ماہِ میلادِ رسولِ عربی
ہو گئے کون و مکاں پھر پرنور
فرش سے عرش تلک دھوم مچی
پھر بہار آئی چمن پھر پھولا
اہل ایماں کی کھلی دل کی کلی
پھر ہوا ابرِ کرم جلوہ فگن
پھر ہَوا لطف و عنایت کی چلی
مجلسِ ذکرِ محمد کی بہار
کیا کہوں کیسی ہے عالم میں خوشی
سب فرشتوں کا معطر ہے دماغ
کیا یہ بو مجلسِ مولد کی رچی
رحمتیں ہوتی ہیں حق کی نازل
اہل دیں سنتے ہیں جب ذکرِ نبی
فرحتِ مولد احمد کے سبب
بو لہب کو ہے جو تخفیف ملی
اہل دیں کو نہ ملے گا کیا کچھ
گرچہ انکار کرے اس کا شقی

❖❖❖❖❖

خدا نے سب جہاں پیدا کیا نور محمد سے
ہوئے ہیں سب عوالم پُرضیا نور محمد سے

خلیل اللہ کو خُلت کا خلعت اور آدم کو
خدا کا حُلۂ صفوت ملا نور محمد سے

اُنھیں کے واسطے سے خلق نے خالق کو پہچانا
ہوا سب پر عیاں نور خدا نور محمد سے

اثر سے اس کے فیض عام کے خالی نہیں ہے کچھ
ملا ہے سلسلہ ہر چیز کا نور محمد سے

نہ ہوتے خلق میں شمس و قمر ہرگز کبھی تاباں
نہ ملتا اُن کو گر کچھ پرتوا نور محمد سے

اُسے کیا خوف ہو نار سقر کا روز محشر میں
کہ جس کے دل میں ہو عشق وولا نور محمد سے

ہوئے روشن زمین و آسماں نورِ محمد سے
منوّر ہو گئے کون و مکاں نورِ محمد سے
اثر ہر ذرّہ ذرّہ میں ہے اُس نورِ مقدّس کا
ہوا ہے عالمِ کثرت عیاں نورِ محمد سے
اُنھیں کا فیض سارے عالم امکاں میں شامل ہے
ہوا پیدا عوالم کا نشاں نورِ محمد سے
نہ تھا جاں کا نشاں اور تھا نہ ہرگز جسم کا کچھ اسم
ہوا ہے اقترانِ جسم و جاں نورِ محمد سے
نہ تنہا نوح و ابراہیم نے اُس سے مدد پائی
کہ پائی بوالبشر نے بھی اماں نورِ محمد سے
وہ جب دنیا میں آیا گر گئے تختِ سلاطیں سب
شیاطیں بھی ہوئے ہیں سب نہاں نورِ محمد سے
ملا ہے اول آخر، ظاہر و باطن لقب اُن کو
کنایہ ہے بہارِ بے خزاں نورِ محمد سے

مداح کو یہ رتبہ ملا نعتِ نبی سے
خود اُس کو ملا اس کا خدا نعتِ نبی سے
بیمارئ حرمانِ سعادت کی جہاں میں
بہتر نہ ملی کوئی دوا نعتِ نبی سے
اس درد کا عقدہ دمِ عیسیٰ سے نہ ہو وا
وابستہ ہے بس اپنی شفا نعتِ نبی سے
کرتا تھا جو روح القدس امدادِ مسیحا
حسّاں کا مددگار ہوا نعتِ نبی سے
ہے نعت نبی ساری عناصر میں کہ گویا
ہے آتش وخاک، آب و ہوا نعتِ نبی سے
جب ذات نبی رحمت عالم ہے تو کیوں کر
ہر ذرّہ نہ ہو نغمہ سرا نعتِ نبی سے
ہے ربط محبت جو خدا اور نبی میں
مربوط ہوئی حمد خدا نعتِ نبی سے
عقبیٰ میں بھی زیرِقدم ان کے رکھی جس نے
دنیا میں سرفراز کیا نعمتِ نبی سے

❖❖❖❖❖

محمد کا سراپا لکھ سکے یہ کس کو یارا ہے
سراپائے محامد بس محمد کا سراپا ہے
محامد معنوی صوری جو عالم میں ہوئے پیدا
شعاعِ شمسِ حسن احمدی کا ایک کرشمہ ہے
کمالاتِ جمالی اور جلالی ہیں جو دنیا میں
وہ سب بحرِ کمالِ احمدی کا ایک قطرہ ہے
سراپا جس کسی ممدوح کا لکھتا ہے جو شاعر
تمامی حسن کو اُس کے وہ اول دیکھ لیتا ہے
محمد کے تمامی حسن کو غیر اُس کے خالق کے
ملک جن و بشر میں کون ہے جس نے کہ دیکھا ہے
خدا بے مثل ہے محبوب بھی بے مثل ہے اُس کا
محمد اور خدا کا ربط عالم سے نرالا ہے
نہیں وہ مثل خالق اور نہیں مخلوق مثل اُس کے
یہ رمز اہلِ دل شانِ محمد کا معما ہے

شبِ میلادِ محبوبِ خدا ہے کیا عجب شب ہے
کہ یہ شب مُشرقِ مہرِ منیرِ مظہر رب ہے
رخِ زیبائے ماہِ واحدیت کی تجلی سے
سوادِ شب منور ہے، بساط شب مزیب ہے
سواد شب میں نیرنگِ بیاضِ صبحِ صادق ہو
تعالیٰ اللہ عجائب کچھ بلند اِس شب کا کوکب ہے
بروز جمعہ گر پیدا ہوئے آدم، تو اس شب میں
وہ آیا جو کہ بالفظِ ابوالعالم ملقب ہے
اسی شب کی شمیم عنبریں کا یہ کرشمہ ہے
کہ اب تک طِیبِ طیّب سے شبِ طیبہ مطیّب ہے
ہوا میلِ نجوم آسماں سوئے زمیں اس شب
زمیں اس شب کی دولت غیرت چرخ مکوکب ہے
خدا ہے دست و پا سمع و بصر محبوب کا اپنے
نہیں ہے وہ خدا لیکن خدا کا وہ مقرب ہے
محمد کا وہ درجہ ہے کہ اُس کی پیروی پر بھی
کمالِ قربِ محبوبی بقولِ حق مرتب ہے
کرم ذاتی ہے ان کا اور ہمارا حال سب اُن پر
عیاں ہے بے بیاں، کیا احتیاجِ عرضِ مطلب ہے

جہاں سارا چراغاں ہو گیا ہے کیا عجب شب ہے
برنگ صبح پر نور ضیا ہے کیا عجب شب ہے
ہوئیں ہیں چشم انجم عاشق خاکِ زمیں اس شب
یہ کس کی خوبیوں کا ماجرا ہے کیا عجب شب ہے
خجالت ہے عطارد، مشتری، مریخ و زہرہ کو
قدم نے کس کے اب شرما دیا ہے کیا عجب شب ہے
زمیں سے آسماں تک مچ رہی ہے دھوم دھام ایسی
یہ کس شمس الضحیٰ کا پرتوا ہے کیا عجب شب ہے
یہ کس کی آمد آمد کی خبر ہے قصرِ کسریٰ میں
مُزلزل رُعب سے جس کے ہُوا ہے کیا عجب شب ہے
یہ کس کا نور اقدس مثل بارانِ کرم آیا
کہ ہر آتش کدہ جس سے بجھا ہے کیا عجب شب ہے
شیاطیں ہو گئے ہیں آسماں کے شہر سے غائب
یہ کس کا تذکرہ تازہ ہوا ہے کیا عجب شب ہے
نِدا دی سُن کے ہاتف نے کہ ہے شب کچھ عجب شب یہ
شبِ میلادِ محبوب خدا ہے کیا عجب شب ہے

❖❖❖❖❖

وہ روح حق کہ خلق کی عین الحیات ہے　　فیض اس کا عام حالِ حیات و ممات ہے
موت و حیات سے نہیں فرق ان کے فیض میں　　فیاض دونوں حال میں یکساں وہ ذات ہے
تکمیل دین اہل زمیں کر کے بہرِ نظم　　چرخِ فلک پہ وہ جو گئے یہ وفات ہے
چرخ بریں و زیر زمین و سرزمیں　　ہر مُلک کی اُنھیں کے قدم سے نجات ہے
اللہ معطی اور وہ قاسم ہے، اُس کے ہاتھ　　مفتاحِ رزق معدن وحی نبات ہے
جو مردہ دل کہ منع حیات النبی کرے　　ایسا ہے دن کو جیسے کہے کوئی رات ہے
موت و حیات کی نہیں تخصیص اُس میں کچھ　　اللہ کا جو حکمِ سلام و صلوات ہے
دیتے ہیں وہ جواب صلوٰت و سلام کا　　مرقد سے، یہ حدیثِ ثقاتِ روات ہے
اک آن میں کروڑوں کو دیتے ہیں وہ جواب　　واسع یہ اُن کا حوصلۂ التفات ہے
بے علم کے، ادائے شہادت کرے کوئی　　معصوم کا تو کیا، نہ یہ فعلِ ثقات ہے
قرآن میں یکونُ شہیداً لکھا ہے صاف　　یہ اُن کے علمِ عام میں دشمن کو مات ہے
مظہر ہے جو کہ ذاتِ خدائے قدیم کا　　ظاہر برابر اس کے حیات و ممات ہے

محمد جملہ آیاتِ خدا میں عمدہ آیت ہے
دُرِ بحر نبوت ہے زرِ کانِ رسالت ہے
محمد سر سبد گل ہے گلستانِ رسالت کا
محمد فی الحقیقت دُرّۃ التاجِ نبوت ہے
نبی ہوں یا ولی ہوں سب کے سب محتاج ہیں اس کے
ضروری فیض میں حق کے محمد کی وساطت ہے
جو کامل ہیں سو کامل ہیں محمد کے ذریعہ سے
کہ سب کامل بہ تبعیّت، محمد بالا صالت ہے
کمالات اس کو ہر عالم کے اس عالم میں حاصل ہیں
عیاں قرآن میں بھی مژدۂ اتمام نعمت ہے
بتاکید مکرر جب **عَلٰی خُلُقٍ عَظِیْم** آیا
کلام اللہ میں دیکھو کہ یہ کیا شانِ عظمت ہے
یہ ثابت ہے احادیث صحیحہ سے کہ حضرت نے
کہا ہے بہر تتمیمِ مکارم میری بعثت ہے
کمالات جمیع انبیا خلّت ہو یا صفوت
محمد کو ہوئی سب کی عطا روز ولادت ہے
خود ابراہیم محشر میں کریں عذر شفاعت یہ
محمد سے کہو بیرونِ پردہ میری خلت ہے
بحمد اللہ غلام انبیا اور اولیا ہوں میں
یہ نسبت ہے وہ عالم میں کہ مفتاحِ سعادت ہے

❖❖❖❖❖

بزمِ اذکارِ پیمبر محفل میلاد ہے
رشکِ صحنِ باغ و منظر محفل میلاد ہے
اُس کی خوشبو سے مہکتا ہے ملائک کا مشام
کس تجمل سے معطر محفل میلاد ہے
ہے یہ محفل حافظ آفات دنیا بے گماں
دافع آلامِ محشر محفل میلاد ہے
نورحق کی ہے چمک ہر ذرّہ ذرّہ سے عیاں
بارک اللہ کیا منور محفل میلاد ہے
لاتے ہیں تشریف اس میں اشرف الاشرافِ خلق
کیا شریف اللہ اکبر محفل میلاد ہے
خاک ہے اُس بزم کی اکسیر اور ہر ذرّہ دُر
کانِ زر اور گنج گوہر محفل میلاد ہے
خلد میں ممتاز ہوگا قربِ آنخضرت سے وہ
شغل جس مومن کا اکثر محفل میلاد ہے

بارک اللہ جشن کیا ہے کس کا یہ میلاد ہے ۔۔۔ فرش سے لے عرش تک شور مبارکباد ہے

نورِ عرشی ہے چراغِ بزم فرشی دیکھنا ۔۔۔ میر ساماں جشن کا کیا ہی نیا ایجاد ہے

روح اعظم ہو گئی بیشک مجسم ورنہ کیوں ۔۔۔ عالمِ ارواح محوِ عالم اجساد ہے

شاہ ملک واحدیّت گر نہیں آیا ادھر ۔۔۔ کیوں بساطِ عالمِ کثرت نشاط آباد ہے

ہے خدا اوّل وہ ثانی لیک لاثانی ہے وہ ۔۔۔ مظہر اوّل ہے وہ اور مبداءِ اعداد ہے

شادی اس مولد کی خاص اولادِ آدم میں نہیں ۔۔۔ دیکھ لو روحِ موالیدِ ثلثہ شاد ہے

چار عنصر تھے جو ضد باہم ہوئے کیوں مل کے ایک ۔۔۔ گر نہ اس مولد کی فرحت جامع اضداد ہے

فائدہ عمدہ حواس خمسہ کی ایجاد میں ۔۔۔ ہم نے سمجھا خمسۂ آل عبا کی یاد ہے

شش جہت میں اس کے مولد کی خوشی چھائے نہ کیوں ۔۔۔ مِلک اس کی جب کہ کاخ شش درہ بنیاد ہے

سبع سیارہ ہیں صدقہ اُس کے ہفت اندام کا ۔۔۔ اس کے پرتو سے فضائے ہشت خلد آباد ہے

نو فلک درجے ہیں اس کے زینۂ معراج کے ۔۔۔ دس مقولے ہیں جو مودود اس کے یہ امداد ہے

دس مقولے، پانچ جوہر، چار عنصر، دو جہاں ۔۔۔ جس کو دیکھو قیدِ غم سے آج وہ آزاد ہے

یہ کس کی برکتِ فیض قدم کی آمد آمد ہے
کہ پیہم حق کے الطاف ونعم کی آمد آمد ہے

تعالیٰ اللہ عجب سرِّ خفی ہے برسرِ جلوہ
کلید کنزِ مخفی کے قدم کی آمد آمد ہے

نہ کیونکر نام محرومی کا ہو معدوم عالم سے
محیطِ رحمت کانِ کرم کی آمد آمد ہے

تمنّا امتی ہونے کی جس کے انبیا کو تھی
یہ اُس شاہنشہہ جملہ اُمم کی آمد آمد ہے

توسل حضرتِ آدم نے جن کے نام سے پکڑا
یہ اُس عالی ہمم، والا حشم کی آمد آمد ہے

بچے جن کے سبب سے نوح وابراہیم آفت سے
یہ اب اُس دافعِ رنج والم کی آمد آمد ہے

جہاں میں حضرتِ عیسیٰ نے جس کی مژدہ گوئی کی
یہ اُس فخرِ عرب فخرِ عجم کی آمد آمد ہے

ہوئی جس سے کہ ظاہر عالم امکاں کی آرائش
یہ اب اُس جملۂ فیضِ اتم کی آمد آمد ہے

کفِ عالی سے جس کے چشمۂ الطاف جاری ہو
یہ اب اُس منبع جودِ اتم کی آمد آمد ہے

زمیں سے آسماں تک ایک لحظہ میں جو پہنچے گا
یہ اُس عالی مکاں، والا ہمم کی آمد آمد ہے

وزیرِ خاصِ یزداں، بادشاہِ عالمِ امکاں
دبیرِ دفترِ لوح و قلم کی آمد آمد ہے

مکاں میں آج نورِ لامکاں کی آمد آمد ہے
جہانِ مردہ میں جانِ جہاں کی آمد آمد ہے

بچھی ہے چاندنی یہ چادرِ مہتاب کی بیشک
زمیں پر آج ماہِ آسماں کی آمد آمد ہے

زمیں کو کیوں نہ ہو دعویٰ فلک پر سربلندی کا
کہ اس میں سرورِ عرش آستاں کی آمد آمد ہے

یہی غایت ہے بس آرائشِ باغِ نبوت کی
کہ آج اس میں بہارِ بےخزاں کی آمد آمد ہے

دو عالم کے ہے ناکاموں کو مژدہ کامیابی کا
کہ آج اُن سب کے شاہِ کامراں کی آمد آمد ہے

مبارک تشنگاں بارانِ رحمت اب ہوا نازل
گنہگاروں شفیع مذنباں کی آمد آمد ہے

بشر جن و ملک کی مدح کیا شایان احمد ہے
کہ اللہ اور کلام اللہ ہے اور شانِ احمد ہے
کسے ہے بار اَوْ اَدْنٰـــــی کے دربارِ معلیٰ میں
خدا محرم ہے، جبریل امیں دربان احمد ہے
منور ہیں اسی کے عکس سے افلاک کے نیر
وہ عالم جلوۂ نورِ رخِ تابان احمد ہے
ہوا یا رب کہاں سے اختلاف روز و شب پیدا
مگر رمزِ لطیفِ جنبشِ مژگانِ احمد ہے
یہ شوکت ہے کہ ہے جو تاجدار ملک ملکوتی
غلامِ نرگسِ مرد افگن فتّانِ احمد ہے
جہنم کیا ہے آثارِ نگاہِ قہر ہے ان کی
گلستانِ جناں ظلّ لبِ خندانِ احمد ہے
ملائک کیا گریباں گیر ہوں اس کے قیامت میں
محمد یارؔ کا ہے ہاتھ اور دامان احمد ہے

کیا زمیں پر آج لطفِ خالق معبود ہے
جس سے ہر اک ذرّہ ذرّہ شمس کا محسود ہے
حبذا دنیا میں کیا ظاہر ہوا روز سعید
بارک اللہ جلوہ فرما کیا شب مسعود ہے
کیا تعجب ہے اگر روشن ہوا روئے زمیں
جلوہ فرما آج اُس پر محفل مولود ہے
حق تعالیٰ نے کیا ہے ذکر حضرت کو بلند
ذکرِ محبوبِ خدا کا فضل نامحدود ہے
جس جگہ ذکرِ مبارک ہو رسول اللہ کا
دست بستہ صف ملائک کی وہاں موجود ہے
بزمِ ذکرِ شاہ دیں پر ہو فدا اے اہل دیں
دین اور دنیا کی تم کو گر طلب بہبود ہے
ذکر حضرت پر پڑھو اے اہل دیں دل سے درود
جس کے بدلہ میں رضائے ذات حق موجود ہے

روئے زمیں میں نورِ خدا آشکار ہے
کیا شہرِ مولدِ شہِ عالم مدار ہے
کچھ اور بندھ گیا ہے سما آسمان کا
کچھ اور ہی کرشمۂ لیل و نہار ہے
دیکھا جو روز و شب کو تو صَرفِ نثار ہیں
ہے روز نور پاش، تو شب مشکبار ہے
ہے مولدِ حبیبِ خدائے قدیم یہ
جس پر تمام عالمِ امکاں نثار ہے
جنت ہے خوابگاہ، وہاں ہے جو سلسبیل
بحرِ کرم سے اُس کے وہ اک جوئے بار ہے
جو حقِّ نعت ہے وہ بشر سے ادا نہ ہو
ہاں اس قدر کہ پرتوۂ کردگار ہے
اے شہرِ مولد آپ کی تعریف میں قصور
بندے سے جو ہوا ہے بہت شرمسار ہے
تم مولدِ کریم ہو بیشک کریم ہو
عاصی بھی تم سے فضل کا اُمّید وار ہے

باغِ جہاں میں آج یہ جوشِ بہار ہے　　گلخن، خرابہ سب چمن و مرغزار ہے
سرسبزی و کمال یہ کچھ جوش پر ہے آج　　ہے رشکِ سروِ سبز اگر خشک خار ہے
رنگینیٔ بہار سے ہے خار رنگِ گل　　دامان دشت خار و خسک لالہ زار ہے
ہے سرخرو یہ عارض گلشن کہ پھول میں　　سوسن کی سرخی گل سرخ آشکار ہے
کیا ہے کہ آج غازۂ رخسار آفتاب　　اور کحل چشم حور زمیں کا غبار ہے
تخت زمردی ہے ہر اک تختۂ چمن　　شبنم کا ہے جو قطرہ دُرِ شاہوار ہے
ہر ذرّہ غیرتِ زرِ خالص ہوا ہے آج　　کیا زر نگار پیرہنِ روزگار ہے
کیوں یہ زمیں پہ از طبق سبز آسماں　　گنجینۂ جواہر انجم نثار ہے
ظاہر زمیں پہ ہے جو خدائی کا پرتوہ　　وقت ظہورِ سایۂ پروردگار ہے
اللہ کا وہ ظل ہے کہ عالم ہے اس کا ظل　　عالم رعیت اس کی ہے وہ شہریار ہے
وہ باغبان قدر کا ہے نخل بامراد　　اُس نخل کا تمام جہاں شاخسار ہے
کارِ نگاہِ شاہ جو عفو گناہ ہے　　بندہ بھی اُس نگاہ کا امیدوار ہے

شبستانِ زمیں کیوں آج کی شب سب منور ہے
یہ کیا ہے جو دماغِ عرشیاں یکسر معطر ہے
نظر کس خوبرو کی پڑ گئی ہے آج عالم پر
جو ویرانہ خرابہ تھا وہ رشکِ باغ و منظر ہے
ہوا ہے بزمِ فرشی میں گزر کس شمع عرشی کا
کہ انبوہِ ملائک مثلِ پروانہ زمیں پر ہے
کرشمہ ہے یہ کس فیاض کے دنیا میں آنے کا
کہ عالم میں جو گنجِ کوہ ہے وہ گنجِ گوہر ہے
کرامت ہے یہ کس کانِ کرم کی آمد آمد کی
کہ کوہستاں میں ہر سنگِ سیہ یاقوت احمر ہے
یہ کس ابرِ بہاری سے ہوا ہے جوش سر سبزی
جو کاہ خشک ہے دنیا میں وہ سب سنبلِ تر ہے
تعجب کچھ نہیں ان سب عجائب کا کہ اس شب میں
ظہورِ نیّرِ پرنور میلادِ پیمبر ہے
وہ پیغمبر کہ بحر فیض ہی ہے سلسبیل اُن کے
کرم کا ایک قطرہ، ایک ساغر حوضِ کوثر ہے
ہمیں کیا خوفِ موقف اور غم خورشید محشر ہو
وہ ظلّ اللہ جب سر پر ہمارے سایہ گستر ہے

ظاہر ہر ایک چیز میں احمد کا نور ہے
کیا نور ہے کہ شانِ خدا کا ظہور ہے

احمد احد میں مظہر و ظاہر کا ہے یہ فرق
دونوں میں اتحاد ظہوری ضرور ہے

منکر ہوں اُس کے دور جو ہیں حق سے کیا عجب
پر معتقد سے قرب نوافل کے دور ہے

غیبت ہے قرب نفل ہو یا قرب فرض ہو
احمد کا فیض قاسم قرب حضور ہے

احمد کو جو احد سے جدا سمجھے یا احد
سمجھو کہ عقل دین میں اُس کے قصور ہے

حاصل ہو بے وسیلۂ احمد خدا کا قرب
یہ ادعا کمالِ ضلال و غرور ہے

بزم میلاد رسول اللہ کیا پُرنور ہے
ہر در و دیوار جس کے نور سے معمور ہے

قصرِ کسریٰ کا یہاں مذکور کرنا ہے قصور
اور بے جا ذکرِ بزم قیصر و فغفور ہے

کیا اثر ہے واہ اس بزمِ جہاں افروز کا
جس کو دیکھو وہ نشاط و عیش سے مسرور ہے

کیوں نہ اب مسرور ہوں اس بزم سے اہل جہاں
رحمتِ عالم کا جب اس بزم میں مذکور ہے

جس کو جو کچھ دین و دنیا میں ملا ہے اُن کا فیض
حبّذا کیا ظلّ حق کا لطف ہے کیا نور ہے

عجب خوش وقت شب ہے یہ، کہ جس میں جسم و جاں خوش ہے
مکاں خوش، لا مکاں خوش ہے، زمیں خوش آسماں خوش ہے
خوشی کچھ آج ایسی چھا گئی ہے سارے عالم پر
زماں خوش ہے مکاں خوش ہے زمیں خوش آسماں خوش ہے
دُر و زر، جوہر و عنبر، جہاں میں خوش ہیں سب اس شب
تر و خشکِ جہاں جو کچھ ہے خوش ہے بحر و کاں خوش ہے
جو ہے ذی روح خوش ہے، نوری و ناری ہے یا خاکی
چرندے خوش، پرندے خوش، ملک خوش، انس و جاں خوش ہے
خوشی پیدا ہوئی ہر ایک جز میں ہے زمانے کے
گھڑی، دن، ماہ و سن کیوں خوش نہ ہوں سارا زماں خوش ہے
خوشی نے کچھ یہ گھیرا عالم تکوین کو اِس شب
کہ ہے کون و مکاں خوش کارگاہ کن فکاں خوش ہے
خوشی ہے آب و گل میں بوستاں کے ہو گئی داخل
بہار بوستاں خوش ہے، خزاں خوش، بوستاں خوش ہے
بہارِ بے خزاں کی آمد آمد ہے گلستاں میں
خوشی کا کیا احاطہ ہے دل و جانِ خزاں خوش ہے
خوشی سے بھر گیا ہر گھر ہر اک جز خوش ہے ہر گھر کا
در و دیوار خوش ہے، صحن خوش ہے، آستاں خوش ہے

❖❖❖❖❖

یہ ماہِ مطلعِ مہِ برجِ جمال ہے
یہ شہر مُشرق خورِ چرخِ جلال ہے
رشکِ سپیدۂ سحری ہے سواد شام
بڑھ کر مہِ تمام سے نورِ ہلال ہے
کیا ہے مہِ تمام کہ خورشید نیم روز
دیکھو خیال کرکے تو یک تیرہ خال ہے
اس ماہ کی ہے جاہ و وجاہت کی اک جہت
ماہِ ظہورِ پرتوۂ ذوالجلال ہے
ظلِّ خدا ہے، نور خدا، مظہر خدا
ظاہر جو اس میں ہے وہ خدا کا کمال ہے
بے واسطہ ہے ایک وہی ظلّ ذوالجلال
اُس ظل حق کا خلق میں مدّظلال ہے
مخفی نہیں ہے آپ پہ اسرارِ کائنات
ہر ایک شے کا آپ کو معلوم حال ہے
ادنیٰ عطا ہے آپ کی نعمائے دو جہاں
عالم تمہارے دستِ کرم کا نوال ہے
حاضر ہوا ہوں محفل مولد میں یا رسول
اور کیا کہوں فقیر کی صورت سوال ہے

❖❖❖❖❖

ظاہر زمیں پہ جلوۂ ربِّ جلیل ہے
جاروبِ روئے ارض پَرِ جبرئیل ہے
معمور ہے خدا کا جو گھر ہے زمین میں
زمزم کی اک سبیل ہے جو سلسبیل ہے
کس کا ہے وہ مقدمۃ الجیش نامور
آدم ابو البشر جو زمیں میں نزیل ہے
عیسٰی نے کس کے مژدۂ آمد سے دم لیا
وہ مژدہ اب معالجۂ ہر علیل ہے
ظاہر ہے اس تجمل و اجلال خاص سے
یہ مولدِ حبیبِ الٰہِ جلیل ہے
ہے جس طرح محبّ منزّہ شریک سے
محبوب بھی جو اس کا ہے وہ بے عدیل ہے
ہو دوسرا مثالِ خدا، ہے محال یہ
احمد کا ہو مثیل یہ بھی مستحیل ہے
محبوب اور محبُ کی اطاعت میں اتحاد
فضل اس کا اس کے فضل کے اوپر دلیل ہے
بندوں خدا کے، اُمتِ احمد خوشی کرو
نِعْمَ الْوَکِیْل ہے وہ، یہ نِعْمَ الْکَفِیْل ہے

❖❖❖❖❖

کس گل کی بو کا یہ اثرِ فیض عام ہے
بزمِ جہاں میں جو ہے، معطر مشام ہے
کس گل کی بو یہ گلشنِ عالم میں رچ گئی
چنبر جہاں کا آج جو عنبر مشام ہے
کیا تازہ گل کھلا ہے چمن میں حجاز کے
جو آج عرشیوں کا وہاں ازدہام ہے
چادر وہ چاند تارہ کی شبّو کے عطر میں
ڈوبی ہوئی نقابِ شبِ مشک فام ہے
کی شادی آفریں نے یہ شادی نثار آج
جو دل ہے شاد ہے، دل غم شاد کام ہے
کیا پردۂ حجاز میں ظاہر یہ کر رہا
مُطرب ازل کا اپنا علوِّ مقام ہے
کیا جمع ساز و برگ، نشاط وطرب میں آج
خلاق دو جہاں کو یہ کچھ اہتمام ہے
اس اہتمامِ خالق اکبر سے ہے عیاں
یہ مولدِ محمد خیرالانام ہے

❖❖❖❖❖

زمیں پر آج یہ نورِ الٰہی جلوہ افگن ہے
کہ جو ذرّہ ہے بطحا کا وہ رشکِ طورِ ایمن ہے
اُسی ابر کرم کے رشحۂ فیضِ تقدس سے
ہُوا سرسبز یہ سب عالم امکاں کا گلشن ہے
فرشتے عرش سے ہر روز آتے ہیں زیارت کو
زمیں پر اے مسلمانو یہ ادنیٰ فیضِ مدفن ہے
مقامِ غور ہے کیا موردِ الطاف ہوگا وہ
کہ جس کا حضرتِ شہر مدینہ خاص مسکن ہے
رہِ تار نگہ سے دیکھئے یا دیکھئے اُس کو
رہ ناسور سے جو وہ دل عاشق میں روزن ہے
ہم آواروں کو کیا تفریح ہو گلگشت گلشن سے
کہ نزہت گاہ اپنا خاص وہ یثرب کا گلخن ہے
کریں جب متقی اعمال اپنے پیش محشر میں
گنہگاروں کا ہاتھ اور رحمت عالم کا دامن ہے

آمد آمد ہے یہ کس کی کہ جہاں شاداں ہے
کون ہے کس کے لیے کون و مکاں شاداں ہے
کس کی آمد ہے کہ ہے روئے زمیں خلد بریں
کس کی آمد کے سبب دور و زماں شاداں ہے
کس کی آمد نے کیا غم کو جہاں سے معدوم
غمزدہ آج جہاں میں ہے جہاں شاداں ہے
رنگِ آرائشِ گلزارِ جناں اور ہی ہے
ہے جو ہمرنگ بہار آج خزاں شاداں ہے
شوق میں جس کے کہ مدّت سے ہے دل چاک اس کا
آمد اُس کی جو سنی کاہکشاں شاداں ہے
اُس مُربیِّ جہاں کی خبرِ آمد سے
مرد و زن، جن و بشر، خرد و کلاں شاداں ہے
نوعِ انساں نہ فقط شاد ہے اس آنے سے
رحمت عام ہے جنسِ حَیواں شاداں ہے
شکر للہ کہ وہ مہرِ شفاعت آیا
جس کے آنے سے گنہگاروں کی جاں شاداں ہے

❖❖❖❖❖

مہِ میلاد کیا ہے مُشرقِ خورشید ایماں ہے
شبِ میلاد کیا ہے مطلعِ مہتاب احساں ہے
مہِ میلاد کیا ہے مشعلِ ایوان امکاں ہے
شب میلاد نور شمع ہے شمع شبستاں ہے
زمیں پر کونسا وہ مظہرِ خاصِ خدا آیا
کہ اس کو جس کے باعث عرش پر اک نوع رجحاں ہے
یہ کس نور خدا نے کی زمیں پر جلوہ افروزی
ہوا ہر ذرّۂ ریگ بیاباں، شمس تاباں ہے
یہ کس خوشخو کا پرتو پڑ گیا ہے آج عالم پر
کہ ہر ناخوش ہے خوش، جو روئے غم ہے روئے خنداں ہے
عجب کیا ہے ظہور معجزات اس ماہ، اس شب میں
کہ یہ ماہ اور یہ شب مولدِ محبوب یزداں ہے
ربیع شمس ہے ہر سال میں جیسی بہار افزا
ربیع ماہ بھی ہر اک برس میں نور افشاں ہے
مہِ میلاد کی راتوں کو وہ جو عید کرتے ہیں
خدا کا ان کے اوپر یہ نہایت فضل و احساں ہے
کیا ہے تجربہ ارباب دیں نے یہ کہ یہ محفل
کرے کوئی جو مشکل میں وہ مشکل اس کی آساں ہے

❖❖❖❖❖

جو کچھ عرش سے تا بہ زیرِ زمیں ہے
طفیلِ جنابِ شہنشاہ دیں ہے
وہ ذاتِ مقدّس کہ خود جن کا مداح
جنابِ خدائے جہاں آفریں ہے
نہیں ہے مساوی محمد کا ممکن
نہیں ہے نہیں ہے نہیں ہے نہیں ہے
سبھی بات میں سارے عالم سے افضل
اُنھیں کا لقب رحمتہ العالمیں ہے
جو رکھتا ہے شک اُس میں ملحد ہے بیشک
کہ سب اہل دیں کا اسی پر یقیں ہے
لکھوں درگۂ پاک کے کیا مراتب
کہ خادم وہاں ذات روح الامیں ہے
کہیں جب کہ سب انبیا نفسی نفسی
وہ اس وقت میں شافع مذنبیں ہے

ماہ میلاد رسول اللہ ہے
مدح اُس کی کیا ہو جو دل خواہ ہے
فکر میں آیا نہ کچھ اس کے سوا
لائق اس مولود کے یہ ماہ ہے
ہے یہ جاہ اُس مظہرِ اللہ کی
عالم امکاں کا شاہنشاہ ہے
آسماں پر اُس کے عالی حکم سے
ردِّ خورشید اور شقِّ ماہ ہے
اور زمیں میں جاری ہے اُس کا یہ فیض
تھا جو چاہ شور، شیریں چاہ ہے
اُس کا پا انداز ہے عرش بریں
آسمانِ اطلسی خرگاہ ہے
نا اُمید اس سے پھرا کوئی نہیں
آستانہ اس کا وہ درگاہ ہے
عرض مطلب یاں زباں سے کیا ضرور
حال سے میرے وہ خود آگاہ ہے

❖❖❖❖❖

ماہِ میلادِ پیمبر کیا مبارک ماہ ہے
دھوم ہے برکت کی گھر گھر کیا مبارک ماہ ہے

عرش سے تا فرش ہیں جتنے فرشتے جن و انس
ہیں خوشی میں محو یکسر کیا مبارک ماہ ہے

اُس کی برکت کا یہ عالم ہے کہ جس کو دیکھ کر
فکر ہے حیران و ششدر کیا مبارک ماہ ہے

نور کا اُس کے یہ عالم ہے کہ سب روئے زمیں
مثلِ جنت ہے منور کیا مبارک ماہ ہے

کیا رچی ہے بوئے ذکرِ احمدی جس سے دماغ
ہے ملائک کا معطر کیا مبارک ماہ ہے

اُس کی برکت سے ہے ہر اک ذرّہ دُرِّ بے بہا
سب زمیں ہے گنج گوہر کیا مبارک ماہ ہے

اس کی ہر شب میں وہ فرحت ہے کہ جس کے سامنے
عید کی بھی شب ہے کمتر کیا مبارک ماہ ہے

کیا بزمِ مولدِ شہِ عالم پناہ ہے
پروانہ شمعِ بزم کا جو مہر و ماہ ہے

اس بزمِ قدسِ محضرِ روح حبیب کا
روح القدس معیں ہے، مؤید الٰہ ہے

اور حاضرین میں وہ جو اخلاص مند ہیں
اُن پر خدا کے لطف کی خاص اک نگاہ ہے

اللہ ان کے ید کو یداللہ جب کہے
کیا دسترس ہے اور یہ کیا دستگاہ ہے

ہو شقِّ ماہ و خرقِ فلک اُن سے کیا عجب
انجم حشم ہیں اور فلک بارگاہ ہے

مولا جو جرم بخش، سراپائے عفو ہو
کیا ڈر ہے گر غلام سراپا گناہ ہے

کیا عفو ہے کہ جس کے تحمل کے روبرو
کوہِ گناہِ خلق کم از برگِ کاہ ہے

مبارکباد کی دھوم آج عالم نے مچادی ہے
مقرر مالکِ عالم کے یاں کچھ خاص شادی ہے
مکان وصحن امکاں میں جو گنجائش نہ تھی اُس کی
فضائے لامکاں میں نور کی جاجم بچھادی ہے
نہیں مایوس رحمت سے جو بندے ہیں محمد کے
دلیل اُس مدعا کی آیۂ قُلْ یَا عِبَادِیْ ہے
کہے کیا اور لکھے کیا کوئی تعریف اُس تجمل کی
خدا نے اپنی قدرت اپنے بندوں کو دکھا دی ہے
کوئی تزئین و تحسین دیکھنا باقی نہ رہ جاوے
خدا کے حکم سے ارض و سما میں یہ منادی ہے
جہاں پر آج شادی کا احاطہ کیوں نہ ہو کامل
خدا نے غم کی صورت نوع ہستی سے مٹا دی ہے
خبر پیکِ صبا نے جا کے پہنچائی جو گلشن میں
گل شبو نے شہنائی طرب ہر جا بجا دی ہے
ہوئی جنت منوّر جلوۂ نور محمد سے
جہنم کی تمازت آب رحمت نے بجھا دی ہے
خدا کے بعد محبوب خدا ہے سب سے بالاتر
ملائک نے جو تعظیم ان کو دی ہے سب بجا دی ہے
نہ پہنچا ہے نہ پہنچے گا کوئی بے اُس وسیلہ کے
خدا تک، کیونکہ راہ حق کا اس میں حصر عادی ہے

یہ کیا تقریب ہے سارے جہاں میں آج شادی ہے ― زمیں پر ہر جگہ، ہر آسماں میں آج شادی ہے

خدا یکتا، منزہ جو مکاں سے ہے وہ ہے جب خوش ― فنائے خوش فضائے لامکاں میں آج شادی ہے

یہ جو ہر عرض دو قسمیں جو ہیں موجود کی ان کے ― ہر اک فرد مہیمیں اور مہاں میں آج شادی ہے

موالید ثلاثہ پر خوشی کا ہے احاطہ یہ ― کہ ہر صنف نباتِ حیّ وکاں میں آج شادی ہے

وہ چار عنصر جو اصل اجسام کی ہیں سب میں ہے شادی ― حواس خمسہ، شش سمت جہاں میں آج شادی ہے

جہاں میں ہفت اقلیم جناں میں آج ہے شادی ― نمایاں ہشت ابواب جناں میں آج شادی ہے

ہویدا کرسیٔ نہ آسماں میں آج ہے شادی ― عقولِ عشرۂ قدس آشیاں میں آج شادی ہے

بہارِ بوستاں ہی میں نہیں ہے آج کچھ شادی ― کہ جان مردۂ فصلِ خزاں میں آج شادی ہے

خدائے دو جہاں خوش اُس کو رکھے گا دو عالم میں ― کہ اس مولد کی جن کے خانداں میں آج شادی ہے

خرابہ، گلخن وکوہ و بیاباں میں بھی ہے شادی ― نہ تنہا مرغزار و بوستاں میں آج شادی ہے

بحمد اللہ شفیع مذنباں کی آمد آمد سے ― گروہِ عاصیان و مجرماں میں آج شادی ہے

یہ معمارِ قضا نے راہ کیا سیدھی بنا دی ہے
محمد کی محبت جس کے دل میں ہو وہ ہادی ہے
یہ سارا پرتوہ ہے عنصر پاک محمد کا
جہاں میں جو کہ آبی، آتشی، خاکی و بادی ہے
محمد کی حقیقت سے حقائق کی ہے پیدائش
وہی ہے مبداء اوّل، وہی اصلِ مبادی ہے
نہایت معرفت عارف کی ہے بس اس حقیقت تک
ترقی کا طلبگار اس سے ہونا کج نہادی ہے
غبار خاک پائے پاک کو اُس کے ملائک نے
لیا تعظیم سے، آنکھوں میں اپنی اس کو جا دی ہے
اُسی کے نام سے ہے ساحل مقصود پر پہنچی
وہ کشتی نوح نے اپنی جو طوفاں میں بہا دی ہے
اسی کے نام ہی نے حضرتِ آدم کو بخشایا
اُسی کے نام نے نمرود کی آتش بجھا دی ہے
جلال اُس نامِ با اجلال کا جب جوش میں آیا
زمین سادہ میں جا، آگ پانی میں لگا دی ہے

عاشق نہ فقط ایک اویس قرنی ہے
خوں عشق محمد میں عقیق یمنی ہے
رقصاں بزمیں آج جو حور عدنی ہے
کیا یہ شبِ میلاد حبیب مدنی ہے
خار سر دیوار چمن کو بھی ہوا آج
کچھ حوصلۂ دعویٔ نازک بدنی ہے
ہے جوشِ بہاری سے نیستاں چمنستاں
ہے سبزۂ نو رستہ جو نیزے کی اَنی ہے
ہے سنگ میں یہ نشو، یہ شادابیٔ وسبزی
ہے دانۂ انگور جو ہیرے کی کنی ہے
ہیں سبز نشاں سرو چماں طرفِ چمن میں
اور فرش خیاباں میں گل یاسمنی ہے
دف غنچہ کی، شہنا گل شبّو کی ہے بجتی
کیا مست طرب آج ہوائے چمنی ہے
دامانِ صبا نے بھی کری لخلخہ سائی
جو روئے زمیں نافۂ مشک ختنی ہے
ہے نقش جو نام اس کا مرے دل کے نگیں میں
کیا دغدغۂ وسوسۂ اہرمنی ہے

یہ کیا شب ہے کہ رشکِ نورِ روز اس کی سیاہی ہے
سوادِ شامِ شب رشکِ بیاضِ صبح گاہی ہے

ستارے آسماں سے سب کے سب مائل زمیں کے ہیں
زمیں کو آج کی شب دعوئ گردوں پناہی ہے

اِدھر ہے قلب لشکر اور اُدھر جیشِ مقدم ہے
وسط میں ہے یہ شب، ظاہر اسی میں شانِ شاہی ہے

یہ شب جانِ زماں ہے قلبِ دہر اور روح سرمد کی
زمان و دہر اُس سے مفتخر سرمد مباہی ہے

عیاں ہے زیب و آرائش سے اس شب کی کہ خالق نے
عطا کی اس کو وہ زینت کہ جو کچھ اُس نے چاہی ہے

ظہور اس شب میں آیاتِ الٰہی کا نہ ہو کیوں کر
کہ یہ شب وقتِ خاصِ مولدِ ظلّ الٰہی ہے

محمد ایک ہی محبوبِ ذات کبریائی ہے
خدا کی یہ خدائی ہے محمد کی بن آئی ہے
محمد کے سبب عزت مدینے نے یہ پائی ہے
بہ از ملکِ سلیمانی مدینے کی گدائی ہے
محمد ہی کی خاطر نقشبند کاف و نوں نے یہ
مکان و کون کی دولت سرا ساری بنائی ہے
محمد ہی کے باعث ہے زمین و آسماں قائم
محمد ہی سے روشن آفتاب رہنمائی ہے
ارادت میں اگر چہ مست اور زاہد برابر ہیں
مگر کامل وہ ہے جس نے خودی اپنی مٹائی ہے
محبت گر چہ صحبت پر نہیں موقوف ہے، لیکن
وہ پورا ہے کہ جس نے دید کی لذّت اُٹھائی ہے
نہ ہو مشکل مری کیوں حل کہ میں بندہ تمہارا ہوں
تمہارے ہاتھ مفتاحِ درِ مشکل کشائی ہے
تمہارے دیکھنے والے ہوئے مشکل کشا اتنے
کہ اُن کے حصر کرنے میں عدد کو نارسائی ہے
قسیمِ دین و دنیا ہو جو کچھ چاہو جسے دے دو
محمد یار بھی اک آپ کا فدوی فدائی ہے

❖❖❖❖❖

مخمس
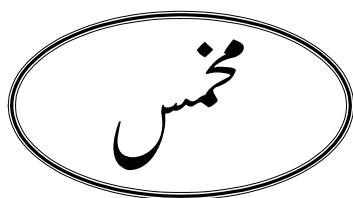
دور سے کب رخ تاباں وہ نمایاں ہوگا　　　کب یہ دل ذرّہ صفت مہر میں تاباں ہوگا
دور کس روز مرے دل سے یہ ارماں ہوگا　　　چاک کس دن شب ہجراں کا گریباں ہوگا
وصل کی صبح کا کب ہاتھ میں داماں ہوگا

ہیں اسی شوق میں کٹتے یہ مرے لیل ونہار　　　پائے محبوب پہ ہو جائے مری جان نثار
ہائے کس وقت دھلے گا یہ مرے دل کا غبار　　　سبزۂ وساقی و مے، مُطرب ونَے، ابرِ بہار
لبِ جو سایۂ رَز طرفِ گلستاں ہوگا

چھوٹتے کاش جو کنج قفس یار سے ہم　　　ایک دم کو بھی نہ ہٹتے کبھی گلزار سے ہم
دیکھئے سیر ہوں کب شربتِ دیدار سے ہم　　　کب بہار آئے ہم آغوش ہوں کب یار سے ہم
کب مہیّا ہمیں عشرت کا یہ ساماں ہوگا

مجھ کو ہر لحظہ ہے امید خدا سے مضبوط　　　رحمتِ حق سے ہے ہرگز نہ مرے دل کو قنوط
دیکھیے کب ہو دعا میری اثر سے مربوط　　　کب ملے گا مجھے وہ جام کہ جس میں مخلوط
چند قطرے عرق چہرۂ جاناں ہوگا

ہو یہ مقبول مرا دیکھیے کب عجز و نیاز　　　ہو یہ کوتاہ شبِ ہجر کی کب زلفِ دراز
کس گھڑی آنکھوں کے آگے سے اُٹھے پردۂ راز　　　کب میسّر ہو مجھے سیرِ مقاماتِ حجاز
کب یہ لب یار کے ناقہ کا حُدی خواں ہوگا

از فراقِ شہِ خوبان شدہ ام پژمردہ　　　غمِ ہجرش ہمہ مغزِ دل و جانم خوردہ
کب جِلائے مجھے وہ عیسیٰ جانِ مردہ　　　شور مستانہ کرے کب یہ دلِ افسردہ
کب مرے ہاتھ میں وہ عنبر لرزاں ہوگا

دل سے اپنے بھی تمنّا ہے یہی ہر دم اب　　　جاؤں قربانِ درِ دولتِ سلطانِ عرب
دیکھیے مجھ کو بھی حاصل یہ فضیلت ہو کب　　　کون سے سال میں، کس ماہ میں، کس دن، کس شب
مسکنِ مست مدینے کا بیاباں ہوگا

نہ کیونکر ذات آنحضرت کی سب عالم سے برتر ہو ۔۔۔ کہ اصل وجنس ہر ممکن کا جب وہ نورِ انور ہو
ملک کا ہے یہ کب رتبہ کہ اُس سرور کا ہمسر ہو ۔۔۔ بشر یا بوالبشر کیونکر بھلا اس کے برابر ہو
ابوالعالم ہو جو اور مظہر اللہ اکبر ہو

بقول حق ہمہ عالم کو رحمت اُن کی شامل ہے ۔۔۔ خدا شاہد ہے ہر اک وصف ممکن ان کو حاصل ہے
وہ ذات پاک بیشک جامعِ جملہ فضائل ہے ۔۔۔ وہی ہے مظہرِ جامع، وہی انسان کامل ہے
دُوئی اس میں کسی ذی عقل کو ہر گز نہ باور ہو

وہ ذاتِ پاک ہے بحرِ محیطِ وحدت وکثرت ۔۔۔ اُسی کے فیض سے جاری ہے نہرِ خلت وصفوت
اُسی کے شربتِ دیدار کی موسیٰ کو تھی حسرت ۔۔۔ نہ ہو مداح اُن کا کیوں غریقِ لجۂ حیرت
کہ بحرِ فیض سے جب ایک قطرہ حوضِ کوثر ہو

دلا! پژمردہ رہنے کا بھلا تیرے سبب کیا ہے ۔۔۔ یہ مایوسی کی صورت کیا، یہ افسوس وتعب کیا ہے
خوشی سے سُن کے کہتا ہاتفِ لطف وطرب کیا ہے ۔۔۔ وہ ظل اللہ ہے اور رحمتِ عالم، عجب کیا ہے
کہ مجھ سے بے نوا کے بسترے پر سایہ گستر

اَجِبْ لی مقصدی یا مالکی یا کاشفا للضر ۔۔۔ مرا قلب سیہ نورِ نبی سے ہووے مثل دُر
فدائے چار یارانِ نبی ہوں میرے چار عنصر ۔۔۔ حواسِ خمسہ کے کاسوں میں میرے یا الٰہی پُر
مئے حُبِّ محمد، فاطمہ، حسنین و حیدر ہو

خدا خود مژدۂ اِتمامِ نعمت اُن پہ جب فرمائے ۔۔۔ سمجھ لینا منافق اس کو، شک اس میں جو کوئی لائے
وہ دربار آپ کا عالی ہے جو چاہے کوئی وہ پائے ۔۔۔ پڑے جس چیز پر ان کی نگاہِ فضل وہ ہو جائے
منور مثل خور کے گرچہ ذرّے سے بھی کمتر ہو

جب ذاتِ نبی مہرِ عربِ ماہِ عجم ہو　　پھر ارض کا مدفن سے جو پُرنور شکم ہو
اور پھر یہ مدینہ پہ جو تخصیص کرم ہو　　کیوں پشتِ دوتائے فلک اس غم سے نہ خم ہو
مرغوبِ محمد جو مدینے کا حرم ہو

رتبہ ہے شہِ دیں کا بڑا کون و مکاں سے　　اُس رتبہ میں لائق کے ثنا لاؤں کہاں سے
یاں نطقِ بشر عاجز و قاصر ہے بیاں سے　　جو خامہ لکھے حالِ جہاں ایک زباں سے
ہے وصفِ محمد میں یہ لازم کہ دو دم ہو

حادث کو نہ تھا کچھ بھی قِدم سے جو علاقہ　　برزخ وہ وجودِ نبوی اس لیے ٹھہرا
جب مرتبہ اُس شاہ کا اس درجہ کو پہنچا　　حادث کو رسائی ہو وہاں کیسے کہ جس جا
فانی ہو حدوث اور عیاں رنگ قِدم ہو

ہر رتبۂ علیا اُنھیں واللہ ہے حاصل　　حاشا کہ کوئی شاہِ جہاں سے ہو مقابل
امکان ہو مثلِ نبوی وہم ہے باطل　　ممکن نہیں ہو عالم امکاں کے مماثل
وہ ذات کہ امکان و وجوب اُس میں بہم ہو

وہ سیر گزیں جب ہوئے مکے کی زمیں سے　　سدرہ پہ بڑھے حضرت جبریلِ امیں سے
آخر کو گزر کر گئے پھر عرش بریں سے　　کیا خاک ہو وصف ان کا ادا خاک نشیں سے
علیائے اُفق جب کہ وہاں زیرِ قدم ہو

کیا لکھوں میں جو جو کہ ہوئی اُن پہ تجلّی　　لائق ہے نہ اُن کے کوئی مضمونِ تعلّی
ہاں ہوتی ہے اس شعر سے کچھ دل کی تسلّی سے　　علیائے افق سے جو وہ فرمائے ترقی
کامل ہو دَنٰــی اور تَــدَلّٰــی بھی اتم ہو

کم غامضِ سرِّ لہٗ واللہ تحلّٰے کم خالصِ نورِ لہ واللہ تجلّے
اللہ کو اُس شاہ سے جب ہو یہ تولّا ہو کس سے ادا شرح مقامِ فتدلّے
ہاں زیر و بم ساز بیاں لوح وقلم ہو

دل سے یہ تمنّا ہے مدینہ کی مجھے اب اُس نامِ مبارک کا مجھے ورد ہے ہر شب
کب دیکھیے حاصل مجھے ہوتا ہے یہ مطلب یارب ہو بہم کب سر و سامانِ طرب سب
میں ہوں اور ادب اور مدینہ کا حرم ہو

جاری جہاں میں لطف کا کیا جوئے بار ہے — جس جا ہے شاخِ خشک وہ پُر برگ و بار ہے
روئے زمیں سے خلد بھی اب شرمسار ہے — باغِ جہاں میں آج یہ جوشِ بہار ہے
گلخن، خرابہ سب چمن و مرغزار ہے

نخلِ مرادِ جملہ جہاں پُر ثمر ہے آج — کیا ابر لطف حق سے زمیں جملہ تر ہے آج
کس سروقد کے فیض قدم کا اثر ہے آج — سرسبزی و کمال یہ کچھ جوش پر ہے آج
ہے رشک سرِو سبز اگر خشک خار ہے

کیا ہے کہ آج فخر زمیں کو ہے بے حساب — کیا ہے کہ خلد رشک زمیں سے ہے جوں کباب
کیا ہے کہ آسماں کو زمیں سے ہے اب حجاب — کیا ہے کہ آج غازۂ رخسارِ آفتاب
اور کحل چشم حور زمیں کا غبار ہے

آتے ملک ہیں وجد کے عالم میں نغمہ خواں — حاصل ہے اب زمیں کو عجب فخر و عز و شاں
شاہنشہِ جہاں نہیں آیا اگر یہاں — کیوں یہ زمیں پر از طبقِ سبز آسماں
گنجینۂ جواہر انجم نثار ہے

پہنچا ہے اب مزاج زمیں کا یہ عرش پر — آتا نہیں زمیں پہ بجز نور کچھ نظر
بیشک ظہورِ مظہر حق کا ہے یہ اثر — پرتو جو ہے زمیں میں خدائی کا جلوہ گر
وقتِ ظہور سایۂ پروردگار ہے

ہیں ان کے دست و دل سے سبھی بحر و کاں خجل — ہے ان کی روح جملہ عوالم کی جان و دل
بود و نبی و حضرت آدم بہ آب و گل — اللہ کا وہ ظل ہے کہ عالم ہے اس کا ظل
عالم رعیت اس کی ہے وہ شہر یار ہے

ہے فیض کا یہ کون سے بحر عطا کا غُل　　سب تازہ رو ہیں صورت گل جس سے جز وکل
ہو رشک سے چراغ نہ کیوں گل رخوں سے گل　　رنگینیٔ بہار سے ہے خار رنگ گل

دامان دشت خارو خسک لالہ زار ہے

دیکھو کہ رنگ عشق زمیں پر کھلا ہے آج　　تنہا شفق نہ جلوہ نما بر سما ہے آج
سب کشت زعفراں رخ صحرا بنا ہے آج　　ہر ذرّہ غیرتِ زر خالص ہوا ہے آج

کیا زر نگار پیرہنِ روزگار ہے

لطف نسیم حق سے ہے اب غنچہ خندہ زن　　کرتا ہے چاک شوق میں گل اپنا پیرہن
کیا کھل رہا ہے روئے زمیں صورت عدن　　تخت زمرّدی ہے ہر اک تختۂ چمن

شبنم کا ہے جو قطرہ دُر شاہوار ہے

کیا عزّت جناب رسالت پناہ ہے　　بیشک وہ ذاتِ پاک حبیب اللہ ہے
اُن کے سوا نہ حشر میں اور عذر خواہ ہے　　کار نگاہ شاہ جو عفو گناہ ہے

عاجز بھی اُس نگاہ کا اُمیدوار ہے

❖❖❖❖❖

زمیں پر آج رخشاں کیا خدا کا نورِ انور ہے
کہ ہر ذرّہ ظہورِ نور سے ہمشکلِ خاور ہے
کمال شوق سے مطلع یہ رضواں کی زباں پر ہے
شبستانِ زمیں کیوں آج کی شب سب منوّر ہے
یہ کیا ہے جو دماغِ عرشیاں یکسر معطر ہے
ہوا روئے زمیں ہے رشکِ فردوس بریں یکسر
سحابِ رحمتِ حق سے ہوا باغِ جناں سب تر
طرب افزا ہے لطفِ حق سے اب مثلِ صبا صرصر
نظر کس خوبرو کی پڑ گئی ہے آج عالم پر
جو ویرانہ خرابہ تھا وہ رشکِ باغ و منظر ہے
زمیں پر کس گلِ گلزارِ حق نے جلوہ فرمایا
طلب میں جس کی حورانِ جناں ہیں بلبلِ شیدا
زمیں کا نور و جلوہ دیکھ کر ہے مہر شرماتا
ہوا ہے بزم فرشی میں گزر کس شمعِ عرشی کا
کہ انبوہِ ملائک مثل پروانہ زمیں پر ہے
جہاں سے آج نام عسرت و تنگی ہے ناپیدا
ہوا عیش و خوشی کا آسماں سے تا زمیں چرچا
زمیں پر کون شاہِ ہیجدہ عالم ہے آج آیا
کرشمہ ہے یہ کس فیاض کے دنیا میں آنے کا
کہ عالم میں جو گنج کوہ ہے وہ گنج گوہر ہے
سلاطیں دم بخود ہیں کس کا یہ رعب و جلالت ہے
ہوا شیطاں نہاں، کس کا عیاں نورِ ہدایت ہے
کھلا ہے کون سا گل جس سے خوش باغِ رسالت ہے
یہ کس کانِ کرم کی آمد آمد میں کرامت ہے
کہ کوہستاں میں ہر سنگ سیہ یاقوت احمر ہے
عیاں ہے شوق کحلِ خاک کا اب چشم کوکب میں
گرا فرطِ خوشی سے کعبۂ حق سجدۂ رب میں
جہاں میں جس قدر اصنام ہیں ہے زلزلہ سب میں
تعجب کچھ نہیں ان سب عجائب کا کہ اس شب میں
ظہورِ نیر پر نور میلادِ پیمبر ہے

وہ پیغمبر کہ بے پایاں ہیں اوصافِ جلیل ان کے　　　وہ پیغمبر کہ عاشق دل سے تھے نوح و خلیل ان کے
وہ پیغمبر کہ رہتے دل سے خادم جبریل اُن کے　　　وہ پیغمبر، وہ بحرِ فیض ہی ہے سلسبیل اُن کے

کرم کا ایک قطرہ، ایک ساغر حوضِ کوثر ہے

رکھا تاج لَعَمُرُکُ حق نے جس سرور کے سر پر ہو　　　خدا کا خاص محبوب و پسندیدہ وہ سرور ہو
رضا کا اُن کی خواہاں جب کہ خود اللہ اکبر ہو　　　ہمیں کیا خوفِ موقف اور غمِ خورشید محشر ہو

وہ ظل اللہ جب سر پر ہمارے سایہ گستر ہے

❖❖❖❖❖

کیا مثلِ صبحِ عید یہ شامِ سیاہ ہے　　کیا نورِ حق سے ظلمت باطل تباہ ہے
کیا دھوم روئے ارض پہ اب واہ واہ ہے　　کیا بزمِ مولدِ شہِ عالم پناہ ہے
پروانہ شمع بزم کا جو مہر و ماہ ہے

اس بزم میں وہ حال ہے ہر خوش نصیب کا　　صحنِ چمن میں حال ہو جیوں عندلیب کا
کس سے بیاں ہو اُس کی کمانِ مجیب کا　　اس بزمِ قدسِ محضرِ روح حبیب کا
روح القدس معیں ہے، مؤید الٰہ ہے

اس بزم کے جو دل سے سدا پائے بند ہیں　　سب حادثاتِ دہر سے وہ بے گزند ہیں
سب شایقینِ ذکرِ نبی سر بلند ہیں　　اور حاضرین میں وہ جو اخلاص مند ہیں
اُن پر خدا کے لطف کی خاص اک نگاہ ہے

اس دست حق پرست کا کیا وصف ہو سکے　　فوج عدو ہلاک ہوئی مشتِ خاک سے
چشمہ نکالا دست مبارک سے آپ نے　　اللہ اُن کے ید کو ید اللہ جب کہے
کیا دسترس ہے اور یہ کیا دستگاہ ہے

ہیں آپ شاہِ خلق، نہ تنہا شہِ عرب　　ظاہر ہوا ہے سب کا وجود آپ کے سبب
خود اُن کو حق نے عرش کے اوپر کیا طلب　　ہو شقِ ماہ و خرق فلک اُن سے کیا عجب
انجم حشم ہے اور فلک بارگاہ ہے

کیا ذات پاک آپ کی دریائے عفو ہے　　رحمت کو اُن کی حق سے تقاضائے عفو ہے
مجھ کو بھی چشمِ لطفِ تمنّائے عفو ہے　　مولا جو جرم بخش سراپائے عفو ہے
کیا ڈر ہے گر غلام سراپا گناہ ہے

صلوا علی النبی دواماً و سلموا　　لا یفتح الشفاعة فی الحشر غیره

شہرت ہے شانِ رحمتِ عظمیٰ کی کو بکو　　کیا عفو ہے کہ جس کے تجمل کے روبرو

کوہِ گناہِ خلق کم از برگِ کاہ ہے

مناقب

منقبت اصحاب پاک (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

محبوبِ حق ہیں جو کہ محمد کے یار ہیں
ارکانِ کانِ فضل جو ہیں اُن میں چار ہیں
ان چار میں سے فضل خدا کے کلام سے
ثابت ہوا ہے جن کا سو وہ یارِ غار ہیں
کیا سرِّ حق ہے اُن کو محمد نے ہے کہا
سرِّ خدائے پاک کے وہ رازدار ہیں
کیا مرتبہ خدا نے عنایت کیا انھیں
ہر حال میں، جہاں ہیں نبی پر نثار ہیں
قربت نبی سے تھی اُنھیں حالِ حیات میں
بعد از وفات بھی بہم اُن کے مزار ہیں
جنت میں بھی رفیقِ نبی ہوں گے بالیقیں
مخبر جو اُس کے حضرت عصمت شعار ہیں
کیا عزّت اُن کی ہوگی کہ جن پر رسول کی
پیاری نگاہیں مہر بھری بے شمار ہیں

امیر المؤمنین سیدنا ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

چار یارِ مصطفیٰ میں وہ جو پہلا یار ہے — شان اس کی ثانی اثنین اذ ہما فی الغار ہے

یارِ غارِ مصطفیٰ ایسا نہیں تھا دوسرا — شبہ اس میں آیت قرآن کا انکار ہے

جمع کر کے آپ کو اور اُن کو حضرت نے کہا — ساتھ ہمارے ہے خدا دیکھو کہ کیا اسرار ہے

ایک دو کے ساتھ ہے اور دونوں باہم ایک ہیں — غیر کیا سمجھے جو لطف جمع فی الاضمار ہے

ہے معبّر میں تعدد اور معبر ایک ہے — کیا کہوں اس میں کہ کیا اضمار و کیا اظہار ہے

واہ کیا شانِ معیت ہے کہ بعثت سے بھی قبل — تھا اثر ظاہر یہ ظاہر از فنِ آثار ہے

بعد بعثت کے جو تھا جوش معیت کا ظہور — دیکھو مالا مال اُس سے دفتر اخبار ہے

بعد رحلت کے یہ ہے ربطِ معیت کا نشاں — ایک جالی دو مزارِ فائز الانوار ہے

اس معیت کا اثر زائل نہ ہوگا تا ابد — ساتھ کو چھوڑے کریم بے بدل دشوار ہے

عشق یاران محمد میں رہے یا رب مدام — بندۂ خاص محمد جو محمدؐ یار ہے

ابوبکر افضلِ حضرات اصحاب پیمبر ہے
کہ اول مسلم اول نائب اور صدیق اکبر ہے

ہوئے السَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْن افضل جو اوروں سے
وہ اوّل اولوں سے ہے وہ سابق سابقوں پر ہے

ہوا راضی خدا ان سے، ہوئے راضی خدا سے وہ
وہ ان خاصانِ محبوبِ خدا میں سب سے بڑھ کر ہے

خدا نے اُن کو پیغمبر کا صاحب جب کہ فرمایا
پھر اُن کے فضل کا انکار کرنا قولِ منکر ہے

اَشِدَّاءُ عَلَی الْکُفَّارُ کو ہے اجر کا وعدہ
پھر اُس کا اجر کیا ہوگا کہ جو ان سب میں بہتر ہے

وہی ہے ثَانِیَ اثْنَیْن اِذْھُمَا فِی الْغَارُ کا مورد
معیت میں خدا کے ساتھ پیغمبر کے مضمر ہے

وہ جند اللہ جو ہے اللہ کے محبوب کا لشکر
ابوبکر اُن سرافرازوں کا سردار اور افسر ہے

صحابہ سب نجوم حق نما ہیں دین کے ہادی
ابوبکرِ ان نجومِ رہنما میں مہرِ انور ہے

ہوا تھا خانۂ دیں تیرہ جانے سے پیمبر کے
وہ نورِ ہمتِ صدیق سے اب تک منور ہے

یہ زورِ بازوئے صدیق کا ہے زورِ بے پایاں
کہ آباداں ہزاراں مسجد و محراب و منبر ہے

مجھے تزویر سے زردشتی دردمے کے کیا خطرہ
کہ میرا جب کہ وہ یارِ محمد یار و یاور ہے

امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق اعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

جو مدحِ حضرتِ فاروق کا خیال آیا — کمالِ دینِ نبی کا یہ اب جمال آیا
کمالِ قوّتِ دینِ نبی ہوا ظاہر — نبی کے دین میں وہ صاحب کمال آیا
جبیں سے اُن کی ملا نور جانِ ایماں کو — قدم سے اُن کے دلِ کفر پائمال آیا
کہاں ہو کفر کو تاب اُن کی تیغ برّاں کی — کہ ظِلّ اُن کا ہو جب دافعِ حلال آیا
بجز فرار مفر کیا ہو اُن سے کافر کو — کہ سایہ اُن کا ہے شیطان پر وبال آیا
زمیں کو لرزے نے اک زلزلہ میں ڈالا ہے — وہاں نہ زلزلہ ہے جب سے تا بحال آیا
جہاں میں جب سے کہ احکام ان کے جاری ہیں — نہ اُن کے حکم میں اب تک ہے اختلال آیا
حکومت اُن کی نہ مخصوص نوعِ اِنس میں ہے — کہ برّ و بحر ہر اک تابع مثال آیا
جو حکم زندہ ہے اُن کا تو وہ بھی زندہ ہیں — وہ واقعی ہے تو یہ کس طرح محال آیا

واہ کیا حضرتِ فاروق کی ہے شوکت و شاں
جن کے مقہور ہوئے جملہ سلاطینِ جہاں
کیا عجب بھاگیں جو شمشیر سے اُن کی کافر
بھاگتا پھرتا ہو جب سایہ سے ان کے شیطاں
وصفِ خاصانِ خدا سے یہ عموماً دیکھو
کہ نہیں ہوتا ہے شیطان کا اُن پر سلطاں
شان فاروق کی کچھ اور ہی ہے بالتخصیص
ان کا سلطان ہے شیطان کے اوپر بھی عیاں
حضرتِ مخبر صادق نے یہی فرمایا
اُس کے انکار میں ہے خوفِ زوالِ ایماں
رائے کیا رائے حق آرا سے ہے اللہ اللہ
دائما جو کہ مطابق ہو بوحی و قرآں
اے خدا یار محمد ہو بحق فاروق
حامی مذہب حق ماحی کفر و عصیاں

فضیلت حضرتِ فاروق کی بے حد و پایاں ہے
جلال و عظمت ان کے نامِ نامی سے نمایاں ہے
نہ کیوں مرہونِ منت ان کا ہو ہر فرد اُمت کا
بنائے شوکتِ دینِ نبی جب ان کا ایماں ہے
نبی اور مومنوں کو ان کے ایماں سے ہوئی فرحت
گروہِ کافراں ایمان سے اُن کے پریشاں ہے
سلاطینِ بشر کیونکر نہ کانپیں رعب سے ان کے
گریزاں سایہ سامی سے ان کے جب کہ شیطاں ہے
ہوئی ظاہر عبادت حق کی کعبہ میں طفیل ان کے
یہ احساں ان کا اوروں پر خدا کا اُن پہ احساں ہے
نہ تنہا رعب و خوف ان کا عرب کی سرزمیں پر تھا
کہ مرعوب ان کا ملک شام و روم ایران و توراں ہے
نبی گر بعد میرے کوئی ہوتا وہ عمر ہوتا
یہ ارشادِ صحیحِ حضرتِ ختمِ رسولاں ہے
نہیں ترویج دیں میں کوئی ہمتا اُن کا عالم میں
نہ کر انکار ان کے فضل کا گر تو مسلماں ہے

امیر المؤمنین سیدنا عثمان ذوالنورین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

یہ ذی النورین کی مدح و ثنا ہے
کہ وہ نورِ دو چشمِ مصطفےٰ ہے
ہوا اُس سے منور خانۂ دیں
سراپا نور ہے نورِ خدا ہے
عیاں ہے شکلِ نورانی سے اُس کی
کہ نورِ حق مجسم ہو گیا ہے
ہوا تھا نور ظاہر، باطن اُس کا
یہی اک نکتہ ذوالنورین کا ہے
نبی کا یار بھی ہے خویش بھی ہے
عجب نورٌ علی نورٍ بنا ہے
وہ نور صبغۃ اللہ تھا ازل سے
اُسی پر خاتمہ اُس کا ہوا ہے
گناہوں کے ضرر سے ہے وہ مامون
کہ ساماں جیش عسرت کا کیا ہے
طفیل اُس کے ہو میری مغفرت بھی
یہ میرا مدعا، یہ التجا ہے

❖❖❖❖❖

امیرالمؤمنین سیدنا علی مرتضیٰ (کرم اللہ تعالیٰ وجہہ)

پھر آئی آگے میرے بلا یا علی مدد
پھر مبتلا بلا میں ہوا یا علی مدد
پھر دشمنان ظاہر و باطن کا ہے ہجوم
پھر اضطراب دل میں اُٹھا یا علی مدد
پھر اضطراب دل میں مرے چھا گیا ہے اب
پھر صبر نے جواب دیا یا علی مدد
پھر تار مدعا میں مرے پڑ گئی گرہ
ہے تیری ذات عقدہ کشا یا علی مدد
مشکل کشا خدا نے جو تم کو کیا تو کون
مشکل کو کھولے تیرے سوا یا علی مدد
میں درد لا علاج میں ہوں مبتلا ہوا
ہے لطف تیرا میری دوا یا علی مدد
مشکل کشائے خلق خدا نے کیا تجھے
میں مضطرب ہوں بہر خدا یا علی مدد
ہے تجربہ کہ ہوگئی سب مشکل اُس کی حل
جس نے کہ صدق دل سے کہا یا علی مدد
میں بھی جو تنگ رنج و مصیبت سے آ گیا
ہے صبح و شام ورد کیا یا علی مدد

❖❖❖❖❖

مولائے جہاں سرور ارباب سیادت
شیر حق و سر دفتر دیوان امامت
بحر نعم و باب علوم و خورِ عرفاں
برج شرف و گنج کرم کان کرامت
کیا ہو وے بیاں ان کو جو حاصل تھے فضائل
فضل حسب و فضل نسب، فضل شہادت
پایا جو شرف بارگہٗ رب علا سے
کیا ہووے بھلا ہم سے بیاں ان کی شرافت
تھے حضرت معبود کے وہ مظہر کامل
دیدار کو کہتے تھے نبی اُن کی عبادت
مولا ہیں وہ ہر صاحب ایماں کے بلا شک
رتبہ یہ پیمبر نے کیا اُن کو عنایت
ہے حبّ علی حب نبی سے متلازم
اور اُن کی عداوت ہے پیمبر کی عداوت
تھا گل کی طرح ہاتھ میں اُن کے درِ خیبر
اس درجہ میں تھی اُس شہہ والا کی شجاعت
ثمرہ یہ ملا اُس کا کہ کس دھوم سے ہوگا
اُس کف میں لوائے نبوی روزِ قیامت

❖❖❖❖❖

سخن میں میرے نہ یہ بورچی گلاب کی ہے
گل بہار تولّاے بو تراب کی ہے

علی کے دفترِ حب میں جو ہیں بہشتی ہیں
نہ کچھ حساب کی حاجت نہ کچھ کتاب کی ہے

علی کا عرصۂ اوصاف ہے وہ بے پایاں
کہ ایک ذرّہ خبر ردِّ آفتاب کی ہے

سر رسول ہے حضرت علی کے زانو پر
نزول وحی سے کچھ حالت ایک خواب کی ہے

نماز عصر علی نے پڑھی نہیں کہ ہوا
غروب جیسے سدا عادت آفتاب کی ہے

نبی افاقہ میں آئے تو آفتاب پھرا
علی کے واسطے یہ عزت آنجناب کی ہے

ہوئے علی ہی جو کل مغلقات کے فاتح
یہ فتح خیبر اثر ایک فتح باب کی ہے

کتاب حاوی شرع وطریقت اک موجز
سخن مدینہ علمِ نبی کے باب کی ہے

طریقِ اہلِ سلوک وسبیل اہلِ وصول
رہ مدینہ علم نبی کے باب کی ہے

کتاب خلق علی سے جو حکمت عملی
ملا کے دیکھیے تو تلخیص ایک باب کی ہے

سخن میں اُس کے کہ معصوم کا ہو جو درعلم
نہ انتقاد کی حاجت نہ انتخاب کی ہے

خم غدیر میں ہے جو مئے ولائے علی
ہماری مستی ہے اس کی، نہ اِس شراب کی ہے

❖❖❖❖❖

فروغ چشم ولایت ہے خاکپائے علی
بنائے رُکن امامت ہے اقتدائے علی
نبی علی کی نہ کچھ آل ہی میں وحدت ہے
کہ دست وپائے نبی بھی ہیں دست وپائے علی
نبی کو تھا جو کسی کام کا ادا کرنا
ہوا ادا نہ کسی سے وہ ماسوائے علی
کہا نبی نے کہ ہوں میں علی سے وہ مجھ سے
کہ جو ادائے نبی ہے وہی ادائے علی
کمال ظاہر دیں شد ز سابقاں ظاہر
ظہور باطن دیں خاص شد برائے علی
یہ فدویانِ محمد کا ہے شعار حسن
فدا ہوں نام پر اُس کے جو ہے فدائے علی
تپائے ہم کو یہ کیا تاب آفتاب کی ہے
کہ ہم ہیں، حشر ہے اور سایۂ لوائے علی
نشہ میں مست نہ ہوں کیوں، مدام ہے اس کا
خمیر مایۂ طینت مئے ولائے علی

اہل بیت اطہار (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین)

ثناء اہل بیتِ مصطفےٰ میں فکر حیراں ہے
کہ خود تطہیر کا جس کے کہ شاہد نظم قرآں ہے

خصوصاً سبط حضرت خاتم پیغمبراں یعنی
حسین ابن علی جس شاہ دیں کا نام ذیشاں ہے

دیا ہے بے نہایت فضل اُن کو حق تعالیٰ نے
کہ ان کی جان محبوبِ خدا کی راحت جاں ہے

گلستان رسول اللہ کا ہے وہ گلِ خنداں
وہ قصر دین پاک مصطفےٰ کا شمس تاباں ہے

وہ کانِ منقبت، بحر فضیلت نام سے جس کے
شہادت مفتخر ہے اور امامت اُن سے نازاں ہے

جمالِ احمدی کا ہے وہ جسم پاک آئینہ
کہ سر سے تا قدم نور خدا جس سے نمایاں ہے

معطر ہو نہ کیونکر باغ جنت ان کی خوشبو سے
کہ وہ سرور جنابِ سیدِ عالم کا ریحاں ہے

عجب مردانگی سے راہ دیں پر جاں فدا کر دی
اسی باعث لقب اُن کو ملا شاہِ شہیداں ہے

ذرا سوچو کہ کیا ہے مرتبہ سبطِ پیمبر کا
جوانانِ بہشتی کا وہ سرور شاہ وسلطاں ہے

مجھے بھی آسرا اُس بحر احسان و کرم کا ہے
کہ پکڑا دست دل سے میں نے اُس سرور کا داماں ہے

امام عالی مقام سیدنا حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

کیا شان شہادت ہے حسین ابن علی کی — در پردۂ حکمت یہ شہادت ہے نبی کی
سب اہل دل اس نکتۂ دل چسپ کو سمجھیں — کیا ڈر ہے جو باور نہ کرے طبع غبی کی
نیرنگیٔ قدرت سے ہوئی نعمت عقبیٰ — تکلیف و بلا جو کہ ہے دنیائے دنی کی
ہوتا ہے مریضان غم ہجر خدا کو — آب دم شمشیر دوا تشنہ لبی کی
حالات بشر سے کسی حالت کی نہیں قدر — خالق کے یہاں ہے جو مصیبت زدگی کی
خاصوں کو دیا مرتبہ یہ درجہ بدرجہ — تھی جیسے کہ توقیر نبی اور ولی کی
موعود تھی حضرت کو جو جنت کی سیادت — باعث تھی یہی بات شہادت طلبی کی
سردار جوانان بہشتی کو ہے لازم — اُن کی سی مصیبت نہ ہو دنیا میں کسی کی
وہ صبر کہ تھا بیت نبوت کے مناسب — باللہ کہ اُس میں سرِ مو بھی نہ کمی کی
غم تھا تو فقط اُمّت احمد کی طرف سے — تھی ورنہ مصیبت تو اُنہیں چیز خوشی کی

❖❖❖❖❖

حسین ہی کو فضیلت یہ بالخصوص ملی
ابو الائمہ و ابنِ علی و سبطِ نبی

عیاں ہے جو کہ خدا اور نبی نے کی ہے بیاں
فضیلت عامّۂ امت محمد کی

یہ ایک شمہ ہے اُس کا کہ انبیا کو بھی
شمول امّت مرحومہ کی تمنا تھی

فضیلت عامّہ امت کی جبکہ یہ کچھ ہو
تو پھر خواص کی سوچو تو کیا نہ کچھ ہوگی

خواص میں سے بھی وہ جو کہ ہوں اخص خواص
فضیلت اُن کی قلم سے ادا نہیں ہوتی

اخصّ میں بھی جو لختِ جگر ہوں جز و نبی
وہاں رسائی نہیں فکر و عقل کو کچھ بھی

وہ جز کہ اشرف اجزا ہو اور راس رئیس
خدا ہی جانے کہ کیا اُس نے اس کو عزت دی

سیادتِ شہدا اور سیادت جنت
سیادت عرفا سب کی سب اُنھیں کو ملی

تمہارے جد کے سوا مجھ کو یا امام حسین
کوئی وسیلہ خدا کی طرف ملا نہ قوی

اسی طرح سے حضور رسول اکرم میں
نہیں ہے میرا سوا آپ کے وسیلہ کوئی

غلام خاص ہے یہ آپ کا محمد یار
نگاہ لطف سے ہو اُس کی آرزو پوری

❖❖❖❖❖

نامِ حسین شافئ ہر درد مند ہے — ذکرِ حسین کافی ہر مستمند ہے
قصرِ کمالِ آل نبی کیا بلند ہے — جس کی کمر سے عقل کی قاصر کمند ہے
عالم الم سے جس کے کہ کل درد مند ہے — بیشک نبی کا وہ خلف ارجمند ہے
عالم کو رنجِ رحمت عالم سے غم نہ ہو — منکر وہی ہے اُس کا جو ناحق پسند ہے
اک نیزہ سر پہ خلق کے آیا ہے آفتاب — بالائے نیزہ یا وہ سرِ سربلند ہے
تن سے جدا ہے وہ سرِ سردارِ سروراں — ہے شغل ذکر حق وہی اور وعظ و پند ہے
جاری ہے فیض ملک شہادت میں آشکار — حاجت روائی دل ہر مستمند ہے
ظاہر میں عجز قدرت باطن کا وہ کمال — کچھ اس میں سرِّ حکمت حق چند چند ہے
سرِّ طلسم حق کو سمجھتے ہیں اہل حق — گو عقل عامہ کی نظر چشم بند ہے
ہوتا ہے صبر سے جو خدا صابروں کے ساتھ — ظاہر میں گرچہ تلخ ہے باطن میں قند ہے
کیا عرصۂ مہیب شہادت میں شاد کام — جولانیوں پہ آل نبی کا سمند ہے
نور خدا ہے، روح مصفا ہے اُن کی ذات — صدموں سے جسم کے نہ اُنھیں کچھ گزند ہے
ذکر زبان و دل پہ نہیں مجھ کو اکتفا — ذکرِ حسین اور مرا بند بند ہے

❖❖❖❖❖

خواجگان چشت اہل بہشت

چہار ارکان نورِ عالم بالائے علییں — معین الدین قطب الدیں فرید الدیں نظام الدیں
شریعت، معرفت میں اور طریقت میں حقیقت میں — عیاں یہ چار باغِ وردو ریحاں، سنبل ونسریں
دعا جب مانگئے چاروں بزرگوں کے توسّل سے — فرشتے چار جو خاصِ خدا ہیں وہ کہیں آمیں
بہار بے خزانِ جنّتِ قربِ الٰہی میں — ہر اک ان چار کا ہے یکہّ تازِ عرصۂ تمکیں
جو بینا ہے سو وہ ناچاران چاروں کا پیرو ہے — ہے نور اُن کا محیط چار سوئے عالم تکویں
انھیں چاروں کے عکسِ چہرہ ہائے آفتابی سے — چہار آئینۂ چار عنصرِ عرفاں کی ہے تزئیں
انھیں چاروں کے گلہائے جمال نو بہاری سے — ہوا ہے چار باغِ چار سوئے معرفت رنگیں
چہار اطراف عرش قرب پر ہے مستوی ہر اک — کرامت کرسیٔ عزّت کا ان کے پایۂ پائیں
دل ان کے مصحفِ اسرار ہیں چاروں کتابوں کے — رباعی انتخابِ دفتر ابیاتِ صدیقیں
چہار ارکان ہیں یہ چار کرسی عرش وحدت کے — جو ہو خاکِ قدم اُن کا وہ ہو سرتاج عرشییں
یہ ساقی میکدوں پر چار سوئے ملک وحدت کے — پلا دیں مستؔ کو بھی جام لبریزِ مئے نوشیں

❖❖❖❖❖

شب قدر

واہ کیا قدرِ شب قدر ہے اللہ اللہ
جس میں قرآن کو فرمائے خدا انزلناہ
ایک ہی روز سے بہتر نہ سمجھنا اس کو
اتنے سالوں سے ہے بہتر کہ ہزار اُن میں ہوں ماہ
نام کو رات ہے، پَر نور کا یہ عالم ہے
روز روشن کا بھی منھ سامنے ہو جس کے سیاہ
چشم ظاہر سے بھی ہیں دیکھتے اس کو وہ لوگ
جن کو ہے دیدۂ حق بین و دلِ حق آگاہ
اور یہ بات تو حاصل ہے ہر اک عامی کو
کہ دُعا اُس میں جو مانگے سو ملے خاطر خواہ
بالیقیں ہوتا ہے اُس شب میں فرشتوں کا نزول
اور ہوتے ہیں وہاں روح بھی اُن کے ہمراہ
کیا کہوں دید کی اُس کے جو تمنا ہے مجھے
دل ہے اور رات ہے اور زمزمۂ و اشوقاہ

فضیلت صیام

جو عمل ہے آدمی کا ہے برائے آدمی
صوم کیا ہے جس کو حق کہتا ہے اِلَّا الصَّوْمُ لِی

کیا نماز و حج وغیرہ واسطے حق کے نہیں
حق نے جو روزے کی اپنے واسطے تخصیص کی

اہل ظاہر کہتے ہیں یہ نسبت تشریف ہے
ناقۃ اللہ اور بیت اللہ میں جو تشریف تھی

اہل باطن نے کہ ہیں وہ واقف اسرار حق
سر اس تشریف کی اس طرح سے تشریح کی

جو عبادت ہے نماز و حج، زکوٰۃ و ذکر و غزو
رکن سب کا نسبت فعلی وجودی ہو گئی

اور حقیقت صوم کی ہے ترکِ اکل و ترک شرب
نسبت سلبیہ خالص ماہیت ہے صوم کی

ہے عیاں تشبیہ کامل صوم کو تنزیہ سے
اس جہت سے صوم کو ہے حق نے یہ تشریف دی

صوم ہے ترک مُعدات و مُمداتِ وجود
صوم ہے قصرِ فنا فی اللہ کا رکن قوی

ہر عمل کا ذوق ہوتا ہے نمایاں صوم میں
اس سبب سے صوم ہے شرط جہاد باطنی

پھر خدا نے صوم کو اک دوسرا خلعت دیا
وہ جو اُس کے حق میں فرمایا اَنَا اَجْزیٰ بِہٖ

یہ خصوصیت بھی ہے جائے تردد ظاہرا
کہ جزا ہر اک عمل کی دینے والا ہے وہی

اہل ظاہر نے یہاں بھی صوم و غیر صوم میں
واسطے بے واسطے کی دونوں میں تفریق کی

جملہ کاموں کی جزا میں ہے ملک کا واسطہ
اور جزا میں صوم کے یہ واسطہ ہے منتفی

اہل باطن پر ہوا ظاہر کہ کیا ہے وہ جزا
ہے بقا بعد از فنا صائم کو جو مولا نے دی

یا الٰہی یہ ہمارا صوم بھی وہ صوم ہے
جس کے بارے میں کہا تو نے اَنَـا اَجْزیٰ بِـہٖ

مناجات

یا الٰہی رحم کر اِس بندۂ عاجز پہ اب
حرمتِ خیرالوریٰ، نورالھدیٰ، شاہِ عرب

عفو کر اپنے کرم سے جملہ تقصیریں مری
دور کر رحمت سے اپنی میرے سب رنج وتعب

حفظ میں رکھ مجھ کو اور میرے ذوی الارحام کو
اور جتنے اہل ایماں ہیں رہیں محفوظ سب

ہند کے فتنوں سے دے سب اہلِ ایماں کو نجات
بے ترے الطاف کے امن واماں ملتی ہے کب

دم بہ دم لحظہ بہ لحظہ ہے جو اب آتی بلا
عفو کر سب کی خطا اور لے اُٹھا اپنا غضب

سب مسلمانوں کے مقصد ہوں جو ان کے حق میں نیک
خیر و برکت سے مہیا کر سبھی اے میرے رب

میرا مقصد بھی بر آوے اہل ایماں کے طفیل
فضل سے تیرے مرے مولیٰ نہیں ہے کچھ عجب

ہے تمنّا دل کی کعبہ کا کروں اک دن طواف
سنگ اسود کو لگاؤں ہاتھ باشوق وطرب

ہو زیارت بھی ترے محبوب کی مجھ کو نصیب
آنکھ سے دیکھوں وہ روضہ پاک باعجز وادب

خاتمہ کرنا مرا بالخیر اے میرے خدا
صدق دل سے کلمۂ طیب ہو اُس دم ور دِلب

التجا

یا حبیب اللہ یا شاہِ زماں خیر البشر
یاامام المرسلیں یَـا مَـنْ لہٗ سَجَدَ الشجر

آپ کی خدمت میں ہے یہ بس مناجات فقیر
اِسْتَجِبْ یَا مَنْ لَہٗ قَدْ اَنْطَقَ اللّٰہُ الحَجَرْ

اپنی رحمت کے تصدق رحمتہ اللعالمیں
از عنایاتت بسوئے بندۂ عاجز نگر

آپ کا کہلا کے یا شاہ عرب، محبوب رب
کب تلک پھرتا رہوں حیران و ششدر در بدر

درگہِ اعلیٰ و اقدس میں مجھے بلوایئے
ہو گیا ہوں ہند میں از بس پریشاں باخطر

بند سے اس ہند کے آزاد ہوتا ہوں ابھی
حضرت اطہر کا الطاف و عنایت ہو اگر

آپ کے دربار اقدس کا ارادہ ہے مرا
قصد کرتا ہوں مدینہ کا وطن کو چھوڑ کر

گرچہ ظاہر میں یہ ہے اک راہ بس دور و دراز
پر وہ ہو یک چشم رافت جس سے آساں ہو سفر

صدقۂ نخلِ مدینہ آں گلِ گلزار حق
نخلۂ اُمید میرا جلد ہو اب پُر ثمر

خیریت سے پہنچوں میں بھی اور میرے اقربا
اور ہوں ہمراہ جتنے اہل ایماں نامور

اس در اقدس میں آنکھوں کو ملوں باعجز دل
جس کے باعث میں بچوں عقبیٰ میں از نارِ سقر

آنکھ سے دیکھوں وہ روضہ ہے جو مدفن آپ کا
مدفن ہر دو وزیر خاص بوبکر و عمر

کیا کروں اس روضۂ اطہر کی میں مدح و ثنا
عاجز و قاصر ہے اس کے وصف میں نطق بشر

عرش و کعبہ سے بھی افضل ہے وہ روضہ بالیقیں
ہے فرشتوں کا وہ مورد بے گماں شام و سحر

گنبد انور جو اُس روضہ پہ ہے اُس کی طرف
کثرتِ انوار سے مشکل سے پڑتی ہے نظر

ہے جو وہ روضہ سراپا مطلعِ رعب و جلال
پردۂ رحمت پڑا ہے اس لیے اطراف پر

پردہ داری کر کے سب عیبوں کی میرے یا رسول
پردۂ رحمت کو دکھلا دو مجھے بھی آنکھ بھر

دیدۂ مشتاق کو رویت ہو جالی کی نصیب
جس سے نور ایزدی رہتا ہے ہر دم جلوہ گر

اپنے اُس پردہ کے صدقے میں جنابِ شاہِ دیں
رحمت والا سے فرمانا مجھے بھی بہرہ ور

عفو ہو جاوے خطا اور دل کی حاصل ہو دعا
ایسی ہو مجھ پر عنایت اے شہِ والا سیَر

خاتمہ بھی پاؤں میں بالخیر اور سب میرے اہل
اور جتنے کلمہ گو رہتے ہیں اندر بحر و بر

ہو میسر مجھ کو وہ دن جس میں مَیں آداب سے
اُس جگہ اپنا کروں معروض سب حال تبر

دست بستہ پھر جو میں پڑھنے لگوں دل سے درود
اُس گھڑی دنیاؤ مافیہا سے ہو کر بے خبر

جلوۂ دیدار اقدس بھی مجھے ہووے نصیب
سامنے جس کے کہ رہتے تھے خجل شمس و قمر

یا رسول اللہ میری عرض ہے از صدق دل
ہے تمنّا آپ سے پاؤں اجابت کا اثر

مولود منظوم

حمدِ رب

حمد کے لائق وہی معبود ہے
جو کہ ہر حامد کا وہ محمود ہے

آدمی یا جن ہو یا حور و ملک
یا زمیں یا عرش و کرسی یا فلک

یا کہ حیواں یا کہ معدن یا نبات
کائناتِ جُوّ و جملہ کائنات

روح وجسم وآب وآتش باد و خاک
الغرض جو ہے سمک سے تا سماک

سب کو اُس کے حمد کی تسبیح ہے
یہ کلام اللہ میں تصریح ہے

پر یہ سب حمدیں ازل سے تا ابد
جمع ہو کر ہوں جو معروضِ عدد

ایک قطرہ بحر بے پایاں سے ہیں
ذرّہ بے تعداد ریگستاں سے ہیں

حمدِ بے حد کیسے ہو محدود سے
ہے عدد قاصر یہاں معدود سے

طے جبھی یہ وادیٔ مقصود ہو
کہ وہی حامد وہی محمود ہو

حمد ہے مخصوص ذات باکمال
حمد ہے وصفِ جمالِ ذوالجلال

حمد کو حامد ہی سمجھے بالتّمام
یا کہ وہ محمود ہو جس کا مقام

حمد کا دیکھو یہ ہے عالی مقام
کہ نبی الحمد ہے احمد کا نام

مدح لفظ حمد ہے زیبِ زباں
وصف معنی سے ہے شیریں ذوق جاں

پر مذاقِ جان جاں کچھ اور ہے
اور ہی کچھ واں نرالا طور ہے

حمد ہے اوّل ظہوراتِ وجود
اوّلِ امواجِ دریائے شہود

حمد سے حامد ہو احمد ہو گیا
پھر وہی احمد محمد ہو گیا

تھا محمد، جب نہ تھا یہ سب جہاں
کچھ تو سوچو کون تھا حامد وہاں

اور معاذ اللہ اگر حامد نہ تھا
پس محمد کیسے بے حامد ہوا

حامد و محمود ہیں سرِّ خفی
ہیں وہی احمد محمد منجلی

فاش مَیں یہ بات کہہ سکتا نہیں
صاف اسے ہیہات کہہ سکتا نہیں

چاہیے ہے عقلِ عقل اس فہم کو
دخل کیا ہے اس میں فکر و وہم کو

عقل عامی اس کو سمجھے کیا مجال
بل اسے حاصل نہ ہو کچھ جز ضلال

یہ امام الاولیا مشکل کشا
ابن عم مصطفےٰ شیر خدا

ہے بخاری میں کہ فرماتے ہیں یوں
حدِّثوا النّاس بما هم يعرفون

اور عبداللہ بن مسعود کا
یہ مقولہ نقل مسلم نے کیا

تو نہ کہہ ایسی حدیثیں قوم سے
جو عقول سامعاں سے ہوں پرے

اور کِیا ایسا تو بس بے جا کیا
کیونکہ بعضوں کے لیے فتنہ اُٹھا

بو ہریرہ نے کہا ہے واشگاف
ہے بخاری میں یہ دیکھو صاف صاف

علم دو پہنچے پیمبر سے مجھے
ایک جو تم میں سے چاہے مجھ سے لے

دوسرے کا گر کروں کچھ ذکر بھی
کاٹ ڈالو تم گلا میرا ابھی

پیشواؤں کا یہاں ہے جب یہ قال
میں کروں کس طرح سے پھر کشفِ حال

عشق گو شورش میں کہتا ہے بجوش
پر ادب چپکے سے کہتا ہے خموش

ہیں طریقت کے یہ دو رکنِ رکیں
اہلِ ظاہر اس میں سمجھے بغض و کیں

عشق کو سمجھے کہ ہے ضدِّ ادب
رہ گئے محروم اس دھوکے میں سب

عشق بِن ہوتا نہیں ہرگز ادب
بے ادب کو عشق ہو، ہے بس عجب

فسق ہے دعوائے عشق بے ادب
ہے ادب بے عشق بے گفتار لب

اے سمندِ کلک یہ جولانیاں
دیکھ تو کچھ، تھا کہاں آیا کہاں

جلد پھر اُس وادیٔ محمود کو
چل کے پہنچا منزل مقصود کو

ہے جو ذکرِ حمد و احمد نا تمام
مختصر سا کچھ تو کر اس میں کلام

برخلافِ ہائے و ہوئے عاشقاں
حسب حالِ فہم و عقل سامعاں

تخلیق نورِ محمدی

تھی ازل میں ایک ذات اللہ کی
کوئی چیز اُس کے وہاں ہمرہ نہ تھی

نہ ہیولیٰ تھا، نہ صورت تھی، نہ جسم
تھا نہ ممکن کا وہاں کچھ رسم و اسم

کنز مخفی تھا وہی نورِ اتم — جب رکھا وحدت سے کثرت میں قدم
ایک نور اُس نور سے پیدا ہوا — مرتبہ اوّل وہ کثرت کا ہوا
ہے ظہورِ اوّلِ نورِ قدیم — ہے وہ ذات ثانی ذات کریم
ہے وہ تفصیل مکوّن سرِّ ذات — ہے وہ اجمالِ بروز ممکنات
پس محمد اس حقیقت کا ہے نام — ہے ازل سے تا ابد اُس پر سلام
ہے وہ پیغمبر اُسی ہنگام سے — ہے مخاطب وہ اُسی ایام سے
وہ جبھی سے محرم اسرار ہے — وہ جبھی سے مہبطِ انوار ہے
وہ نبی تھا، تھا نہ آدم کا نشاں — سب کمالات اُس کو حاصل تھے وہاں
یہ حقیقت خاص ہے اُن کے لیے — یہ فضیلت خاص ہے اُن کے لیے
اس حقیقت ہی سے ہے یہ امتیاز — اُن کو سب عالم سے اے بندہ نواز
ہے حقیقی یہ حقیقت بالیقیں — اہل دیں کو اس میں اصلاً شک نہیں
ہے سفاہت اس کو ٹھہرانا مجاز — کیونکہ پھر رہتا نہیں کچھ امتیاز
علم حق میں ہر نبی معلوم تھا — بلکہ ہر محمود و ہر مذموم تھا
گر یہی ہوتا تو کیا اعزاز تھا — خاص احمد کا یہ کیا اعجاز تھا
یہ حقیقت فی الحقیقت تھی عیاں — بر روایاتِ صحاحِ صادقاں
گر سمجھ سکتا نہیں تو اے عزیز — ہے یہ تیرا نقص ادراک و تمیز
پر نہ سمجھے جس کو تو اے بے کمال — اس کو کہہ دے وے کہ ہے یہ تو محال
ہے یہی جہل مرکب کا نشاں — کیونکہ لاکھوں چیزیں ہیں اے بدگماں
کہ تو ان کو جانتا مطلق نہیں — سب کو تو کہدے کہ کوئی حق نہیں
ہے حقائق کا سمجھنا بالعموم — اصعبِ انواع و اصنافِ علوم
پھر جو مافوق الحقائق ہو وہ چیز — تو اگر اُس کو نہ سمجھے اے عزیز
کیا عجب ہے لیک رکھ اتنا خیال — کہہ نہ بیٹھا کر کہ ہے یہ تو محال
اے قلم کر مطلبِ اوّل تمام — منتظر ہیں سامعانِ خاص و عام
یہ حقیقت تھی محمد بالتّمام — تھا مقام و احدیت میں مقام

تھے اسی درجے میں اک عمر دراز
تھا احد واحد میں کچھ راز و نیاز

پھر اُسی سے سلسلہ جاری کیا
خالق اکبر نے موجودات کا

کیا فلک، کیا عرش و کرسی کیا زمیں
روح و جسمِ اوّلین و آخریں

ہیں اسی سے سب کے سب پیدا ہوئے
نور احمد ہی کے ہیں سب پرتوے

جب یہ چاہا کہ ہر اک ممتاز ہو
سب کے اوپر ایک کو اعزاز ہو

ما بہ الاعزاز ہے وہ ذات خاص
اُس سے ہو جس نوع کو کچھ اختصاص

جملہ عالم سے وہی ممتاز ہو
اُس کو سب انواع پر اعزاز ہو

یہ سعادت نوعِ انساں کو ملی
اشرف المخلوق ٹھہرا آدمی

اُس نے جب پہنا لباس آدمی
تب خلافت حق کی آدم کو ملی

حقیقت محمدی

ابن آدم حسب صورت ہو گیا
اور حقیقت میں ابوالآدم وہ تھا

بل ابوالعالم حقیقت میں ہے وہ
بعضِ عالم گرچہ صورت میں ہے وہ

ہے ابوالآبائے جملہ کائنات
منشائے انشائے جملہ کائنات

گو بصورت فرد اک انساں کا ہے
جنس عالی، عالم امکاں کا ہے

اور جو یہ ابن عبداللہ تھے
آمنہ کے بطن سے پیدا ہوئے

سال چہلم میں ہوئے آ کر نبی
اور ہجرت بعد ازاں مکّے سے کی

کیں غزائیں کافروں پر چند سال
پھر مدینے میں ہوا ان کا وصال

ہے حقیقت ہی سے ہے موت و حیات
اور اسی سے ہے حدوث کائنات

ہے حقیقت یہ بھی صوری ہی مگر
ہے مُشارک اس میں ہر فرد و بشر

بلکہ ہے ہر فردِ ممکن کے لیے
گو طریقے ہیں جُدا ہر نوع کے

لیک ہے ہر ایک کی یہ ایک ہی
ہے وہی صوری وہی ہے معنوی

اور جناب سیّد ابرار کی
اک حقیقت اور ہے سب سے بڑی

وہ حقیقت مظہرِ اعجاز ہے
اور اُسی میں سب سے وہ ممتاز ہے

اس حقیقت سے نہ تھی جن کو خبر
کہہ اُٹھے وہ اشقیا اَنْتَ بَشَر

کلمۂ کفر اس سے بڑھ کر یہ ہوا
جو کہا مَا اَنْتَ اِلَّا مِثْلُنَا

قبل آدم جو رسول اللہ تھا
اے خرف تو کیونکہ مثل اُس کا ہوا

تجھ کو ہے نسبت شہِ لولاک سے
جو کہ ہو جیفہ کو نورِ پاک سے

مثل اُن کا کس طرح سے تو ہوا
مثل باطل کس طرح حق کا ہوا

کچھ ذرا تو سوچ اے گبر عنود
ہو عدم کس طرح سے مثل وجود

شرّ کیونکر خیر کا ہو وے مثیل
اور عمٰی کیونکر بصر کا ہو عدیل

اس حقیقت کو جو کچھ بھی جانتا
کہہ نہ سکتا کوئی حرف اس قسم کا

قطع کر اب اس حقیقت سے کلام
اس حقیقت میں جو صوری ہے بنام

جس کو شرکت نوع انسانی میں ہے
شبہ بعض اوصافِ جسمانی میں ہے

جس کی نسبت کہہ دیا ہے مثلکم
اُس کی نسبت بھی سنو کچھ مجھ سے تم

جیسے کثرت نوع کی فردوں میں ہے
تفرقہ ویسا ہی کچھ رتبوں میں ہے

مرتبہ رتبہ ہر اک کا ہے جدا
کوئی اعلیٰ اور کوئی ادنیٰ ہوا

چاہئے حفظِ مراتب بالضّرور
خلط مبحث عقل اور دیں سے ہے دور

ہے تواضع اور نیائش ایک چیز
نعت کا ہے اور طور اے باتمیز

گر تواضع سے اکابر نے کہا
اپنی نسبت حرف کچھ تحقیر کا

ہے یہ کہنا آپ کو اُن کا کمال
تو کہے ویسا تو ہے تجھ پر وبال

دیکھ لے تو حال اپنا اے فقیر
جب بحاجت جائے ہے پیشِ امیر

آپ کو کیا کیا نہ کچھ کہتا ہے واں
میں کہوں تجھ کو تو کیا گزرے بجاں

انبیا کے مرتبوں کا ذکر کیا
اولیا کا مرتبہ بھی ہے بڑا

اولیا سے بھی خیالِ ہمسری
ہے کمالِ گمرہی و کافری

من چگویم حالِ ایں اہلِ ضلال
پیش ازیں فرمودہ مولانا جلال

جملہ عالم زیں سبب گمراہ شد
کم کسے زا بدالِ حق آگاہ شد

اشقیا را دیدۂ بینا نبود
نیک و بد در دیدشاں یکساں نمود

ہمسری با انبیا بر داشتند
اولیا را ہمچو خود پنداشتند

گفت اینک مابشر ایشاں بشر | ماو ایشاں بستۂ خوابیم و خور
ایں ندانستند ایشاں از عمیٰ | ہست فرقے درمیاں بی منتہٰی
ہر دو گو زنبورِ خورد از یک محل | لیک زیں شد نیش و زاں دیگر عسل
ہر دو گوں آ ہو گیا خور دند و آب | زیں یکے سرگین شد واں مشک ناب
ہر دو نے خور دند از یک آبخور | آں یکے خالی و ایں پر از شکر
صد ہزاراں ایں چنیں اشباہ بیں | فرق شاں ہفتاد سالہ راہ میں
ایں خورد گردد پلیدے زو جدا | واں خورد گردد ہمہ نورِ خدا
ایں خورد زائد ہمہ بخل و حسد | واں خورد گردد ہمہ نور احد
ایں زمین پاک واں شوراست و بد | ویں فرشتہ پاک داں دیواست و دد

ظہورِ نورِ محمدی

اب بیانِ مولد خیرالبشر | کچھ میں لکھتا ہوں بغایت مختصر
جب ہوا مقصود حضرت کا ظہور | پشت آدم میں رکھا احمد کا نور
جسم خاکی میں جو وہ لامع ہوا | پس وہ مسجود ملائک ہو گیا
ابن جوزی نے روایت ہے یہ کی | ''سلوۃ الاحزان'' میں ہے وہ لکھی
قصدِ قرب آدم نے حوّا سے کیا | تب کیا حوّا نے دعویٰ مہر کا
بولے آدم اے خدا کیا اس کو دوں | حکم حق نافذ ہوا آدم کو یوں
پڑھ محمد پر درود اب بیس بار | پڑھ لیا وو ہیں بحکم کردگار
ابن عباس اور علی مرتضیٰ | یوں بیاں فرماتے ہیں یہ ماجرا
حق نے جب آدم کو پیغمبر کیا | عہد یہ حقِّ محمد میں لیا
گر وہ ہو مبعوث اور تو زندہ ہو | بالضّرور ایمان اُن پر لائیو
بعد آدم بھی جو پیغمبر ہوا | سلسلہ اس عہد کا جاری رہا
پس محمد ہیں نبی الانبیا | حشر کو ہوں گے سبھی تحت اللّوا
اور ہوئے سب مسجد اقصیٰ میں بھی | اُس امام الانبیا کے مقتدی
اس روایت میں جو کچھ میں نے کہا | قُسطلانی نے مواہب میں لکھا

وسیلۂ آدم (علیہ السلام)

بیہقی، طبرانی اور حاکم نے کی
یہ روایت حضرت فاروق کی

جبکہ آدم سے ہوئی سرزد خطا
مانگی آدم نے خدا سے یہ دعا

واسطے حقِّ محمد کے مجھے
اے خدا میری خطا تو بخش دے

پس وہیں آیا یہ حکم ذوالجلال
جب کیا حقِّ محمد سے سوال

میں نے اے آدم جبھی بخشا تجھے
واسطہ اچھا بہم پہنچا تجھے

اور نہ ہوتا قصدِ احمد گر مجھے
مطلقاً پیدا نہ کرتا میں تجھے

تو محمد کے وسیلے سے اگر
مانگتا ہم سے شفاعت بوالبشر

حق میں اہل آسمان و ارض کے
مان لیتے ہم سبھوں کے واسطے

ابن جابر کی یہ دو بیتیں جو ہیں
اب مواہب سے یہاں لکھتا ہوں میں

بِہٖ قَدْ اَجابَ اللّٰہ آدَمَ اِذ دَعَا
وَنجیٰ فِیْ بَطْنِ السّفینۃِ نُوحٌ

وَمَا ضرّتِ النّار الخَلِیلَ لِنُورِہٖ
وَمِنْ اَجْلِہ نال الفداء ذبیحٌ

نورِ محمدی کی منتقلی

بعد آدم شیث میں وہ نور تھا
شیث سے پھر سلسلہ جاری ہوا

صُلب طیّب رحم طاہر کے سوا
کچھ ممر اس نور اقدس کا نہ تھا

الغرض وہ نور جب واں سے چلا
رفتہ رفتہ تابہ عدناں آ گیا

پہنچا بعد اُس کے معد کو جب وہ نور
اور ہوا فرزند اک اُس کے ظہور

دیکھ کر آنکھوں میں نور احمدی
اک خوشی بے انتہا اُس کو ہوئی

اُس خوشی میں اک بڑا کھانا کیا
دور تک اُس کا بڑا شہرہ ہوا

اور کہا یہ نذر ہے یعنی قلیل
از برائے ہمچو مولودِ جلیل

اس سبب سے کہہ اُٹھے اُس کو نزار
ہو گیا اس علم کو بس اشتہار

پھر حدی کی مخترع یعنی مضَر
جو خوش آوازی میں تھے بس مشتہر

بعد ازاں الیاس کو پہنچا وہ نور
اُس نے دیکھا اک عجب اُس کا ظہور

حج میں اُس نے پیٹھ سے اپنی سنی
صاف صاف آوازِ لبیکِ نبی

مُدرکہ کو پھر خزیمہ کو ملا
پھر کنانہ، نضر و مالک میں گیا

پھر گیا تا فہر و غالب بس وہ نور
پھر لُوی میں آ ہوا اُس کا ظہور

بعد اُس کے کعب جب پیدا ہوا
یومِ جمعہ اجتماع اُس نے کیا

جمع ہوتے اُس کے پاس اُس دن عرب
خطبہ وہ اُن کو سناتا تھا عجب

اور یہ کہتا تھا، ختم مرسلاں
جلد اب مبعوث ہو ویں گے یہاں

یہ بھی وہ کہتا کہ ہوں گے وہ جناب
میری ہی اولاد سے بے ارتیاب

یہ بھی کہتا تھا کہ جوتم میں سے پائے
ہے یہی واجب کہ ایماں اُس پہ لائے

یادِ احمد میں بہت اشعارِ شوق
اُس سے مروی ہیں بہت سے اُن میں ذوق

بعد ازاں مرّہ وہ بعد اُس کے حکیم
پھر قُصی تھے حاملِ درِّ یتیم

پس مغیرہ بعد ازاں عبد مناف
بعد ازاں ہاشم میں تھا وہ نورِ صاف

آیا عبدالمطلب میں پھر وہ نور
جس سے تھا علوی و سفلی کا ظہور

''شیبہ'' عبدالمطلب کا نام تھا
وجہ عبدالمطلب میں ہے لکھا

مطلب نام ایک تھے اُن کے چچا
وقت مرگ اُن سے یہ ہاشم نے کہا

عبد کے اپنے خبر تو لیجئے
پرورش وہ مُطلب کے گھر ہوئے

یوں ہوئے مشہور عبدالمطلب
نام شیبہ سے ہوا یوں منقلب

عبدالنبی نام رکھنا

اس سے ثابت ہے کہ لفظِ عبد کا
معنیٔ مملوک و عابد کے سوا

اور علاقوں میں بھی استعمال ہے
اور معنوں میں بھی استعمال ہے

نام اب رکھتے ہیں جو عبدالنبی
شرک کہتے ہیں اُسے بعضے شقی

شرک کہنا ہے سفاہت کے سبب
کفر کہنا ہے جہالت کے سبب

ہوں جہاں موجود توجیہیں صحیح
اور معانی صحیحہ ہوں صریح

چشم پوشی سب سے کر کرا ے وقیح
حصر کرنا ایک میں ہے بس قبیح

چاہیے اول کہ مطلب بوجھ لے
اور پھر اُس کے مطابق حکم دے

صرف تو اپنے گمانِ پوچ پر
اور کو کافر نہ کہہ اے بدگہر

اِنَّ بَعْضَ الظَّنَّ اِثْمٌ کی خبر
کان تک تیرے نہیں پہنچی مگر

گر کہو کہ مطّلب کا ماجرا
تھا زمانِ جاہلیت میں ہوا

ہم کہیں گے ہے یہ سب بحثِ ادب
ہے ادب میں معتبر قول عرب

شرع میں بھی بلکہ یہ جاری رہا
ترمذی میں ہے کہ حضرت نے کہا

ہے لعیں جو عبد ہے دینار کا
عبد درہم جو ہے وہ ملعوں ہوا

ہے بخاری میں کہا عبّاس نے
شیر یزداں حیدر کرّار سے

جب پیمبر پر مرض غالب ہوا
ہوگا تو بعد از ثلاث عبدالعصا

اور دیکھو صاف صاف اُس کے سوا
لفظ عبدالمطلب کا ماجرا

تھے ربیعہ ابن عمِّ مصطفےٰ
اور بیٹے کا یہی نام اُن کے تھا

تھے صحابی اور صحابی کے ولد
اور یہی نام اُن کا ہے درجِ سند

ترمذی مسلم جو چاہے دیکھ لے
ہے روایت اُن میں بھی اس نام سے

عبد قیس اور عبد عوف اور اور بھی
مشتہر ہیں نامِ اصحابِ نبی

ہے جنھیں کچھ علمِ اسماء الرجال
ظاہر اُن پہ ہے یہ سب حال ومقال

دیکھو استیعاب میں بھی ہے لکھا
یہ جو کچھ میں نے لکھا یاں ماجرا

الغرض عبدالرسول، عبدالنبی
نام رکھنے میں نہیں ہے کچھ بدی

ذِکر یہ اگلی کتابوں میں بھی تھا
اب عرب میں رَدِّ وہّابی ہوا

تھے جو مکّے اور مدینے کے امام
بلکہ سب عالم یمن سے تا بہ شام

تھے جو عالم روم سے لے تا عراق
سب نے بس اس پر کیا تھا اتفاق

شامل ان سب کے ہوئے تھے اے جہول
مقتدائے کل عمر عبدالرّسول

بعد اجماع ان جمیع ابرار کے
حکم ٹھہرا قتل کا اشرار کے

ایک مسلہ یہ بھی تھا اس بحث کا
سب کے سب نے جائز واحسن کہا

دوست زر کا عبدِ درہم جب ہوا
عبدِ دینار اُس کو حضرت نے کہا

اُس سے بڑھ کر ہو نبی کی دوستی
جس کو، وہ کیونکر نہ ہو عبدالنبی

جس کا ایماں اور عقیدت صاف ہے
بر طریق صالح اسلاف ہے

اُس کو کافی ہے یہ شعرِ مثنوی
دفترِ اوّل میں ہے اُس کے لکھی

بندۂ خود خواند احمد در رشاد
جملہ عالم را بخواں قل یا عباد

ہاں مگر تعظیم و ذکر انبیا
جن کو یہ معلوم ہوتا ہے بُرا

جو شقی کرتے ہیں کچھ اس میں کلام
دے خدا اُن کو ہدایت والسّلام

ہے مناسب اس قدر پر اختتام
حالِ عبدالمطلب ہے ناتمام

حضرت عبدالمطلب کا زمانہ

پہنچا عبدالمطلب کو جب وہ نور
اور ہوا اُس سے عجائب کا ظہور

ایک دن جب تھا جواں وہ ہو گیا
تھا حطیم کعبہ میں وہ سو گیا

جاگ کے دیکھا تماشا یک عجیب
پہنے ہے وہ ایک حلّہ بس غریب

بیش قیمت، پرتکلّف، خوش نما
حلّہ ہائے دنیوی سے تھا جدا

اور بدن تھا عطر میں ڈوبا ہوا
دونوں آنکھوں میں بھی ہے سرمہ لگا

دیکھ یہ حالت پریشاں ہو گئے
دیکھنے والے بھی حیراں ہو گئے

کاہنوں سے جا کہا یہ ماجرا
کاہنوں نے یوں جواب اس کا دیا

یہ نہ جنّات و بتاں کا کام ہے
یہ الہِ آسماں کا کام ہے

کر دیا ہے اُس نے سامانِ نکاح
دے دیا ہے اس نے فرمانِ نکاح

جلد کرنا چاہیے اس کا نکاح
اس میں ہوگی سارے عالم کو فلاح

بس اُسی دن ہو گئے وہ کتخدا
کیونکہ ساماں کر چکا تھا خود خدا

خوب اسے ثابت کیا حفّاظ نے
بوئے مشک آتی تھی اُن کے جسم سے

اور چمک نورِ رسول اللہ کی
خوب ہی کچھ اُن کی پیشانی میں تھی

قحط سے جب تنگ ہو جاتا تھا عیش
کوہ پر لے جا کے اُن کو سب قریش

اوّل اُن کو واسطہ گردان کے
پھر خدا سے تھے دعائیں مانگتے

برکتِ نور محمد سے خدا
مینہ برساتا تھا اُس دن دائما

ابرہہ ملکِ یمن کا بادشاہ
آیا جب مکّے کو باخیل سپاہ

ساتھ میں لایا تھا اک انبوہ فیل
بہرہ ہدم خانۂ ربِّ جلیل

جبکہ عبدالمطلب نے یہ سنا　　اہلِ مکہ کو اکٹھا کر لیا

اک پہاڑی پر جو اک جانب کو تھی　　مجتمع جا کر ہوئے واں سب جری

سب کے سب واں رنج میں مشمول تھے　　جنگ کی تدبیر میں مشغول تھے

ناگہاں وہ نورِ ختم المرسلیں　　اُن کے دادا کے جو تھا زیب جبیں

دَور میں آیا بڑھی اُس کی شعاع　　روشن اُس سے ہو گئے سارے بقاع

روشن ایسا ہو گیا بیت الحرام　　ہو گیا گویا چراغاں بالتمام

دیکھ عبدالمطلب یہ ماجرا　　مجمع حضّار سے یہ کہہ اُٹھا

کوئی دم میں یہ عدو برباد ہے　　فتح کی تم کو مبارکباد ہے

سب کے سب بس اب یہاں سے پھر چلو　　اپنے اپنے کام میں مشغول ہو

میں قسم کھاتا ہوں اب اللہ کی　　دور میں آیا ہے جب نورِ نبی

لا جرم ہم کو ہوئی ہے واں ظفر　　تجربہ اس کا ہوا ہے بیشتر

جب رئیسِ قوم ہی نے یہ کہا　　اپنا اپنا سب نے بس رستہ لیا

ہو کے آگہہ ابرہہ اور اس کا جیش　　کہ ہوئے ہیں جمع لڑنے کو قریش

بھیجا اُس نے اک سپہ سالار کو　　چن کے سب میں سے بڑے سردار کو

تا کہ اُن لوگوں کو دے جا کر بھگا　　ہو نہ ہدم کعبہ میں کچھ خر خشا

وہ سپہ سالار افواجِ عدو　　آیا عبدالمطّلب کے روبرو

دیکھتے ہی شکل عبدالمطّلب　　ہو گیا سارا قضیّہ منقلب

یعنی کانپا تھرتھرا کر گر پڑا　　کپکپایا گڑگڑایا غش ہوا

گائے وقت ذبح جیوں ہے بولتی　　بولتا تھا ویسے ہی بس وہ جری

پھر جب آیا ہوش میں سجدے کیے　　اُس نے عبدالمطّلب کے سامنے

الغرض ایسے وقائع دیکھ کر　　تھا نہ عبدالمطلب کو کچھ خطر

خود گئے وہ ابرہہ کے پاس بھی　　اُس نے گھبرا کر بڑی تعظیم کی

ایک ہاتھی تھا سفید اس کے یہاں　　اور سارے ہاتھیوں سے تھا کلاں

ابرہہ کو سجدہ کرتے تھے سبھی　　اک یہی سجدہ نہ کرتا تھا کبھی

اُس کو منگوایا دکھانے کے لیے
اُس نے عبدالمطلب کو دیکھ کے
مثلِ اشتر بیٹھ کر سجدہ کیا
پھر خدا نے اُس کو یوں گویا کیا
کہ کہا اُس نے سلام اُس نور پر
وہ جو تیری پیٹھ میں ہے مستتر
اور باقی ابرہہ کا ماجرا
جانتا ہے ہر کوئی چھوٹا بڑا

نورِ محمدی حضرت عبداللہ میں

بعد عبدالمطلب کے جب وہ نور
آیا عبداللہ میں ظاہر ظہور
ایک دن وہ ساتھ اپنے باپ کے
شہر کے باہر سے اندر آتے تھے
راہ میں واں بنت نوفل مل گئی
اور بصد الحاح یہ کہنے لگی
تو گزر مجھ پر اگر اس دم کرے
میں ابھی سو اونٹ دے دوں گی تجھے
کاہنہ تھی فاطمہ نام اور بھی
اُس دن اُس نے بھی یہی تقریر کی
نیت ان دونوں کی اُس میں بس یہ تھی
تا کہ ہوویں حاملِ نور نبی
یوں کہا دونوں سے عبداللہ نے
اک تو ہوں میں ساتھ اپنے باپ کے
دوسرے مجھ سے نہ ہو فعل حرام
موت بہتر ہے نہ ایسے زشت کام
پھر نکاح اُن کا اُسی دن ہو گیا
آمنہ کو رتبۂ علیا ملا
تھا جو جوشِ لطفِ ربّ العٰلمیں
بس اُسی دن حاملہ بھی ہو گئیں
پھر گزر اُس دن جو عبداللہ کا
ان ہی دونوں عورتوں پر ہو گیا
کی کچھ اک نفرت سی، عبداللہ سے
اور کہا اب تم نہیں ہو کام کے
تھا جو مقصد یعنی حمل اُس نور کا
جس کی قسمت میں تھا سو اُس کو ملا

نورِ محمدی حضرت آمنہ میں

الغرض جب آمنہ حامل ہوئیں
از زمیں تا آسماں دھومیں مچیں
شور تھا اک عالمِ ملکوت میں
اور غوغا تھا یہی جبروت میں
کیا کہوں اُس شب میں تھا جو جشنِ عام
بس یہ سمجھو تھا خدا کا اہتمام
حکم پر ہوتا تھا حکمِ ذوالجلال
رہ نہ جاوے کوئی تزئین و جمال
ہوں معطّر سب جوامع قدس کے
ہوں منور سب مجامع قدس کے

اور صوفیّہ ملائک کے لیے
جن کے رتبے ہیں تقرب میں بڑے

اب مقامِ باصفائے قرب میں
صاف صاف اک لخت سجّادے بچھیں

حکم رضواں خازن جنّات کو
یوں ہوا فردوس کو اب کھول دو

نوبتِ حمل شفیع المذنبیں
بج گئی لے آسماں سے تا زمیں

اُس گھڑی دنیا میں جو تھے بادشاہ
تخت سب کے گر پڑے بے اشتباہ

بت جو تھے دنیا میں اوندھے ہو گئے
کفر کے ارکان ڈھیلے ہو گئے

ہو گیا بارانِ رحمت کا نزول
سارے عالم کو ہوا اُس کا شمول

قحط سے جسمِ زمیں جو عور تھا
خلعت اُس کو سبز حلّوں کا ملا

جس شجر پر تھا نہ نامِ برگ و بار
ہو گیا برگ و ثمر کا اُس پہ بار

لطفِ عام ایسا فراغت کا ہوا
نام ٹھہرا سالِ فتح اُس سال کا

تھے جو چوپائے قریشوں کے تمام
ہر کسی نے یوں کیا اُس شب کلام

آج نورِ حضرتِ خیرالبشر
رحم مادر میں ہوا ہے مستقر

اور وحوشِ شرق نے اس شب عیاں
دیں وحوش غرب کو خوش خبریاں

اور حیواناتِ دریائے تمام
کرتے تھے اس شب بہم سب یہ کلام

تھا شب جمعہ کو یہ سب ماجرا
اکثروں نے ہے اسے یوں ہی لکھا

احمد حنبل امام چار میں
ہیں جو رکنِ دینِ ختم المرسلیں

کر گئے ہیں حکم بس وہ اس سبب
قدر کی شب سے بھی افضل ہے یہ شب

آمنہ کو تھی نہ کچھ اس کی خبر
اور پاتی تھیں نہ کچھ اس کا اثر

ایک دن وہ امِ ختم المرسلیں
بیچ میں کچھ خواب و بیداری کے تھیں

ناگہاں ہاتف نے آ کر یوں کہا
کچھ خبر بھی ہے تجھے اے پارسا

کہ ہوئیں تم حاملِ خیرالورا
سید عالم شہِ ہر دوسرا

آمنہ تم جب بخیر اُن کو جنو
نام اُن کا تم محمد رکھیو

ایسے الہام اور یہ خوش خبرئیں
ہوتی تھیں اکثر شہور حمل میں

دو مہینے حمل پر پورے ہوئے
باپ حضرت کے مدینہ میں ہوئے

ایک راوی نے یہاں ہے یوں لکھا — کہ ملائک نے خدا سے یہ کہا
بے پدر ہے یہ نبی تیرا صغیر — حق نے فرمایا میں ہوں اُس کا نصیر

شبِ ولادت

نو مہینے جب کہ پورے ہو گئے — اور ایّامِ ولادت آ گئے
یوں ملائک سے کیا حق نے خطاب — کھول دو ہیں آسمانوں کے جو باب
کھل گئے ابوابِ جنّاتِ نعیم — دے دیا سورج کو اک نور عظیم
اور ہوا حکم خدا اس سال میں — عورتیں جتنی جنیں سب نر جنیں
آمنہ اس حال میں کہتی ہیں یہ — جب ہوا آغاز مجھ کو درد زہ
اور اصلاً کچھ خبر اس حال کی — علم میں میرے کسی کو بھی نہ تھی
طوف کعبے میں تھے عبدالمطلب — تھی میں تنہا گھر کے اندر مضطرب
ناگہاں اک طائر اَبیض اُڑا — اُس کا بازو میرے دل کو چھو گیا
بس وہیں جاتا رہا جو کچھ کہ تھا — رعب تھا یا درد تھا یا رنج تھا
اک پیالہ شربت خوشرنگ کا — میں نے واں پایا سو اُس کو پی لیا
دیکھتی کیا ہوں کہ ہیں کچھ بیبیاں — میری کرتی ہیں وہ خاطرداریاں
دیکھ کر اُن کو بہت گھبرائی میں — کون ہیں یہ اور کہاں سے آئی ہیں
تب وہ بولیں آسیہ، مریم ہیں ہم — اور یہ حوریں آئیں جنت سے بہم
تیری خدمت کے لیے آئی ہیں سب — وقتِ میلاد نبی آیا ہے اب
ناگہاں آواز آئی اک مہیب — اور جمع طائراں از بس عجیب
جن کی منقاریں زمرد کی تمام — اور بازو اُن کی از یاقوتِ خام
آن کر حجرے کو میرے بھر دیا — اور بصر سے میرے پردہ اُٹھ گیا
دیکھے میں نے تین نیزے ہیں کھڑے — مشرق ومغرب میں ہیں اک اک گڑے
تیسرا ہے ظَہر کعبے پر کھڑا — جب کہ یہ سامان سب کچھ ہو لیا

مقامِ قیام

تب محمد مصطفٰے پیدا ہوئے — احمد خیرالوریٰ پیدا ہوئے

ہو گئی تھی سب زمیں ظلمات کفر　　اس لیے نور الھدیٰ پیدا ہوئے
ہو ظہورِ کنز مخفی کا کمال　　اس لیے سرِّ خدا پیدا ہوئے
قاب قوسیں کا جو تھا خالی مقام　　والیٔ ملک دنیٰ پیدا ہوئے
لَن ترانی کا گیا وہمِ عموم　　جب وہ خاصِ قَـــدْرَایٰ پیدا ہوئے
زیغ و طغیاں کا رہا باقی نہ نام　　اس لیے وہ ما طغیٰ پیدا ہوئے
ہو وے فوقیت جسے جبریل پر　　اب وہ فوق المنتہٰی پیدا ہوئے

شکر لِلّٰہ عاصیوں کے واسطے
شافع روز جزا پیدا ہوئے

سلام

السّلام اے رحمتہ اللعالمیں　　السّلام اے سرورِ دنیا و دیں
السّلام اے مظہرِ نورِ خدا　　السّلام اے ہادیٔ راہِ ہُدیٰ
السّلام اے واقفِ اسرارِ کُل　　السّلام اے سرورِ شاہِ رسل
السّلام اے پیشوائے انبیا　　السّلام اے مقتدائے اصفیا
السّلام اے عارف غیب الغیوب　　علّتِ تمیز امکان و وجوب
السّلام اے سرِّ وحدت السّلام　　برزخ غیب و شہادت السّلام
السّلام اے قاب قوسینت مقام　　السّلام اے مسکنت دارالسّلام
السّلام اے از تو عالم را نمود　　اوّلِ امواجِ دریائے وجود
السّلام اے غائص دریائے ذات　　السّلام اے سابح بحر صفات
السّلام اے آبِ کوثر را قسیم　　السّلام اے ملکِ تو دارالنعیم
السّلام اے مظہرِ فیضِ اتم　　السّلام اے شد عدیلِ تو عدم
السّلام اے عالمِ علم لَدُنْ　　السّلام اے کاشف اسرار کُن
السّلام اے ہمکلامت شد حجر　　السّلام اے سجدہ آوردت شجر
السّلام اے سنگ در دستِ شریف　　کرد تسبیح خداوندِ لطیف

السّلام اے سوسمارت گشتہ رام | کرد اندر مجلس عالی کلام
السّلام اے تاجِ عزّت برسرت | السّلام اے فیض و احساں بر درت
السّلام اے سیّد عالی جناب | آسمانِ معرفت را آفتاب
السّلام اے ابر رحمت السّلام | السّلام اے کان نعمت اسلام
السّلام اے مطلع انوار غیب | السّلام اے ماحیِ ظلماتِ ریب
السّلام اے مطلع نور و ضیا | السّلام اے مشرق صدق و صفا
السّلام اے شافع روزِ جزا | السّلام اے دافع رنج و بلا
السّلام اے عاجزاں را دستگیر | السّلام اے رازداں روشن ضمیر
السّلام اے دستگیرِ عاصیاں | السّلام اے چارہ سازِ مذنباں
السّلام اے خادمِ تو جبرئیل | السّلام اے مادحت ربّ جلیل
السّلام اے حُبِّ تو ایمانِ من | السّلام اے درد تو درمانِ من
السّلام اے آستانت جائے من | السّلام اے درگہت ماوائے من
السّلام اے روح روحِ عاشقاں | السّلام اے راحتِ دلدادگاں
السّلام اے صاحب عزّ و علا | السّلام اے صاحب تاج و لوا
السّلام اے خاص ربّ العالمیں | السّلام اے مہبط روح الامیں
السّلام اے مرتضٰی، اے مصطفٰی | السّلام اے متقٰی، اے مجتبٰی
السّلام اے پیروت محبوبِ حق | السّلام اے مرضیت مطلوبِ حق
السّلام اے دوستانت در نعیم | السّلام اے دشمنانت در جحیم
من کجا و مدحِ اوصاف کجا | بس بود مدّاح اوصافت خدا
عاجز و درماندہ و بیچارہ ام | جز بہ لطف تو نباشد چارہ ام
شوق دیدارِ تو دارم سر بسر | سوئے من بہرِ خدا کن یک نظر
گشتہ ام در رنج ہجرت مبتلا | جز جمالت نیست دردم را شفا
زہر ہجرت میکند کارم تمام | گر نہ بخشی شربت وصل اے ہمام
تابہ کے باشم بہ ہجرت دل فگار | رحم کن برحال من اے غمگسار

از برائے چار یار با صفا　　جلوۂ فرما بہ چشم ایں گدا
از برائے حضرت خیر النّسا　　بہرۂ از وصل خویشم کن عطا
یا رسول اللہ از بہر حسن　　باب وصلت باز کن بر روئے من
یا نبی بہر حسینِ مجتبیٰ　　باب وصلت بر منِ مسکیں کشا
صد سلام از من بہر دم صبح و شام　　بر شما و آل و اصحابِ کرام

مقام قعود

ہے روایت آمنہ نے یوں کہا　　جب ہوئے مجھ سے رسول اللہ جدا
دونوں ہاتوں کو زمیں پر رکھ دیا　　اور اُٹھایا سر کو پھر سوئے سما
ہے ولادت کے عجائب کا بیاں　　ایک دریائے عظیم و بے کراں
بلکہ یکدم از ولادت تا وفات　　تھا نہ خالی از ظہور خارقات
بلکہ پہلے کا بھی جو کچھ حال ہے　　اور ہمیں معلوم بالاجمال ہے
تا بہ آدم انبیا و اولیا　　نام احمد سب کا تھا حاجت روا
اور تصرّف وہ جو بعد از فوت کے　　بالتّواتر نقل ہیں جمہور سے
جو ہوئی ہے مستغیثوں کی مدد　　حصر کر سکتا نہیں اُن کا عدد
ہیں کتابیں خاص خاص اسباب میں　　فتوے ہیں بالاختصاص اس باب میں
گر کوئی ملحد کرے اُس میں کلام　　ماننا مت اس کو ہرگز والسلام
ہے مواہب میں بھی اس کا اہتمام　　اور حوالہ ہے بہ مصباح الظّلام
اُس میں حال اوّل سے ہے تا انتہا　　مستغیثانِ رسول اللہ کا
اور مواہب میں حوالہ دوسرا　　نسخۂ تحقیق نصرت کا لکھا
غیر نجدی یا کہ اُن کے پیشوا　　اور کوئی اُس کا کبھی منکر نہ تھا

محفلِ میلاد

ایسے ہی جو مجلس میلاد کے　　ہیں یہ نجدی سخت دشمن ہو گئے
ہیں مخالف اس میں بھی جمہور سے　　متّبع ہیں نفس اور شیطان کے

قسطلانی نے مواہب میں لکھا | مبحث میلاد میں ہے یوں کہا
ابن جوزی نے کہا، جب بولہب | جس کے ذم میں سورۂ قرآں ہو تب
فرح کرنے سے شبِ میلاد کے | پائے ہے تخفیف وہ تعذیب سے
ہو مسلماں اُمّتِ احمد سے جو | اور خوش حضرت کے وہ مولد سے ہو
صَرف جو ہو اُس کی قدرت میں کرے | خرچ احمد کی محبت میں کرے
میں قسم کھاتا ہوں بس اُس کی جزا | اُس کو بیشک یوں ہی دیوے گا خدا
کہ اسے داخل کرے گا وہ کریم | فضل سے اپنے بہ جنّاتِ نعیم
اور وہ جو صاحبِ اسلام ہیں | شہر مولد میں یہ اُن کے کام ہیں
محفلوں کا کرتے ہیں وہ اہتمام | آنے والوں کو کھلاتے ہیں طعام
ان شبوں میں کرتے ہیں صدقے ضرور | کرتے ہیں ظاہر وہ مولد کا سرور
پڑھتے ہیں وہ مولدِ خیرالوریٰ | بھیجتا ہے برکتیں اُن پر خدا
ہے مجرّب یہ خواص اس حال میں | ہر بلا سے ہے اماں اس سال میں
جس تمنّا میں کرے کوئی یہ کام | حسب خواہش اُس کا حاصِل ہو مرام
مستحقِ رحمتِ اللہ ہو | جو لیالیِ مہِ میلاد کو
جیسے عیدین ہوتی ہیں ویسا بنائے | خوب ہی دل کو معاند کے جلائے
ہے یہاں تک سب مواہب کا کلام | اور لکھے دیتا ہوں میں بعضوں کے نام
ہے جنھوں نے کچھ لکھا اِس باب میں | اور کہا ہے جو کچھ ان ابواب میں
اک ابوالخیر سخاوی دو یمیں | ابن جوزی، صاحب حصن حصیں
صاحبِ اربل مظفر کر شہیر | اور امام دیں جو ہیں ابن کثیر
ابن دِحیہ جو امام وقت تھے | ابن جوزی جو محدّث تھے بڑے
شیخ نووی جن کا بوشامہ تھا نام | ابن طغرل مقتدائے خاص و عام
ابن فضل استاذ استاداں تمام | ابن نعماں تھے جو عبداللہ نام
اور جمال الدین عجمی متّقی | اور امام وقت یوسف بن علی
شیخ عالم شیخ ابو بکر حجاز | شیخ منصور اوستاذِ اہلِ راز

ابن بطّاح اور کتانیؔ امام　　　اور ظہیر الدین بن جعفر ہمام
اور استاذ جہاں حافظ نصیر　　　اور عمر جو بن محمد تھے شہیر
شیخ صدر الدیں امام شافعی　　　شیخ شمس الدیں محمد ناصری
اور بھی صدہا اماموں نے لکھا　　　اس عمل کے حسن کو ہے جا بجا
الغرض ان میں سے جو مشہور ہیں　　　بر وفاقِ مذہب جمہور ہیں
اور کوئی شاذ یا نجدی اگر　　　ہو تو اس کا قول کب ہے معتبر

مسئلہ قیام

بعض نجدیہ سے ہم نے ہے سنا　　　ذکر مولد پر کھڑا ہونا بُرا
یہ بھی مسلہ ردِّ وہابی میں تھا　　　سب کے سب نے جائز واحسن کہا
عقد جوہر میں بھی یہ مسطور ہے　　　نقل اُس کی اب مجھے منظور ہے
وقتِ ذکرِ مولدِ خیرالوریٰ　　　ہے کھڑے ہونے کو مستحسن کیا
ایسے شخصوں نے کہ ہیں وہ سب امام　　　ذو روایت ذو رویت اے کرام
یہ کھڑا ہونا بہت مرغوب ہے　　　جس کو تعظیمِ نبی مطلوب ہے

خاتمہ

پھر مجھے یاد آ گیا ہے ذکر یار　　　ہو گیا ہے دل مرا پھر بے قرار
ہو گیا تھا گرچہ میں مشغول غیر　　　پھر مجھے یاد آ گیا یادش بخیر
مرحبا صد مرحبا اے ذکر یار　　　اس زباں پر تونے فرمایا گزار
تیرے لائق تھی کہاں میری زباں　　　چاہیے لائق مکیں کے، ہو مکاں
پر یہ ہے بندہ نوازی کا کمال　　　کچھ نہ کرنا اپنے رتبے کا خیال
حبّذا ہو جس زباں میں ذکر یار　　　حبّذا جس جان میں ہو فکر یار
ذکر ذکرِ یار ہے اور سب عبث　　　فکر فکرِ یار ہے اور سب عبث
اب تمنّا کچھ سوا اس کے نہیں　　　**اَسْتَجِبْ لِی یَا مُجِیبَ السَّائِلِیں**
مرتے دم ہو یادِ احمد حرزِ جاں　　　اور اُنھیں کا نام ہو وردِ زباں

❖❖❖❖❖

کلام فارسی

برداشتی چو طبع ز ہندوستاں مرا
یا رب بحق کعبہ بہ یثرب رساں مرا
من آں غزالِ وحشی صحرائے یثربم
نارد بہند گیسوئے زلف وبتاں مرا
دیوانہ ام بوادیٔ ویرانۂ عرب
زندانست گر بہند دہی بوستاں مرا
دیدم بخواب زلفِ حبیبِ حجازیٔ
آوردہ در عرب خم اومو کشاں مرا
ایں ہاؤ ہوئے شورش مستانہ ومنم
تا آنکہ دادہ اند زباں در دہاں مرا
بس ولولہ بجمعِ روحانیاں کنم
روزیکہ منفصل شود از جسم جاں مرا
گر زندہ ام بہ آرزوئے وصل یثربم
ورنہ چہ کارازیں تن ومطلب زجاں مرا

❖❖❖❖❖

جمع شد خاطرم اے زلف پریشاں دریاب
طبع شد بے خلش اے جنبش مژگاں دریاب
خاطر آبلہ ام از نہ خلیدن تنگ است
غمخورے نیست تو اے خار بیاباں دریاب
می کشد تنگ در آغوش مرا جمعیت
می رود تفرقہ اے فتنۂ دوراں دریاب
خوف کفرست کہ بت میکشدم جانب دیر
از حریم حرم اے کعبۂ ایماں دریاب
بردلِ عاشق خوکردۂ آلام و محن
شادی آوردہ ہجوم اے غمِ ہجراں دریاب
جائے ننگ است کہ دریوزہ کنم از دگراں
بندۂ خاص تو ام اے شہِ جیلاں دریاب

❖❖❖❖❖

فنا چیست عکسِ جلال محمد
بقا چیست ظل جمالِ محمد
جہانِ کمال از چہ گردید روشن
زشمسِ کمال الکمالِ محمد
نباشد نباشد نباشد نباشد
شریک خدا و مثالِ محمد
بجز مطلع قاب قوسین بیتے
نشدر است بر حسب حالِ محمد
بودشاہ شاہان دنیا و عقبیٰ
غلامِ غلامانِ آلِ محمد
کرے کیا بشر اس کا شرحِ شمائل
کہ قرآں ہے وصفِ خصالِ محمد
کروں وصف میں کیا سراپا کا اس کے
کہ مہر نبوّتِ ہے خالِ محمد
یہی ورد ہے مست کا دو جہاں میں
من و دست و دامانِ آلِ محمد

❖❖❖❖❖

حبذا شہر ربیع الاوّل — مولدِ مظہر اوّل بہ ازل
آخر مظہرِ آخر بظہور — خاتم گنج کمالات اُوَل
شہرِ میلاد چہ شہریست کہ ہست — شب مولد ز شب قدر افضل
اینکہ گفتم نہ ہمیں قول منست — ہست ارشاد امام حنبل
شب میلاد شب معلوم است — شب قدر آرزوش طول امل
عقل تجویزِ عدیلش نکند — نبود دیدۂ حق بیں احول
انبیا در شرف قرب خدا — کاملانند ہمہ او اکمل
انبیا مثلِ نجوم وَ او شمس — مرسلاں جملہ جمیل او اجمل
اے شبِ مولد محبوبِ خدا — از دمت مشکل عالم شدہ حل
خالیم از ہنر و زہد و صلاح — در کمال و شرف و علم و عمل
چارہ ام نیست بجز رحمت تو — وارہانم زغمِ روزِ اجل

❖❖❖❖❖

غیرمنقوط

دم مرگ و سر سودائے محمد دارم
دردِ دل اسمِ دل آرائے محمد دارم
روح دارم ہمہ رامِ رمِ ہوئے حرم
دل گرودر سر صحرائے محمد دارم
طالع سعد مرا کرد مدد ہا محمود
کہ سر در گہٗ والائے محمد دارم
راہ گو دورودد و دام دالمہا در راہ
مدد و داد و کرمہائے محمد دارم
راہ وسواس عدود دلم اللہ اللہ
سر دل درگر درائے محمد دارم
دور کردم ہوس ملک ارم را کہ مرا
سدۂ صدر ملک سائے محمد دارم
لِلّٰہ الحمد کہ مدّاح رسول اللہ ام
کلکِ رحِ دلِ اعدائے محمد دارم

❖❖❖❖❖

عزم پرواز بکوئے شہِ خوباں دارم
بلبلم شوق تماشائے گلستاں دارم
اے خوش امروز کہ در مکّہ کنم عرض کہ عزم
بسوئے قبلہ جاں، کعبۂ ایماں دارم
چہ شد از آبلہ شد سدِّ رہِ پائے طلب
مدد از سرزنشِ خارِ مغیلاں دارم
بودہ ام دست تہی لیک بپا آبلہ ہا
ہدیۂ خار رہ منزل جاناں دارم
جام دل داشتہ برکف بدرت آمدہ ام
ساقیا آرزوئے بادۂ عرفاں دارم
دست من گیر کہ در راہ تو بنہادم پا
داندریں راہ خطرہائے فراواں دارم

❖❖❖❖❖

کلیم اللہ تا سینا دویدہ
حبیب اللہ بہ اوادنیٰ رسیدہ
کلیم ایں جابہ برق ازخودرمیدہ
حبیب اللہ باللہ آرمیدہ
کلیم ایں جا برخ پردہ کشیدہ
حبیب ایں جاحجب ہا بردریدہ
کلیم از لن ترانی خود طپیدہ
حبیب از قَدْ رَاَیٰ شد برگزیدہ
کلیمش ذوق آوازش چشیدہ
حبیب او گل نظّارہ چیدہ
کلیم اللہ کلام او شنیدہ
حبیب اللہ رخش دیدہ بدیدہ
ز دیدہ ہست فرقے تا شنیدہ
''شنیدہ کہ بود مانند دیدہ''

❖❖❖❖❖

عشقے بدلم ہست ز سردارِ مدینہ
یا رب سرِ من کن بسرِ کارِ مدینہ
تا مسکن آں مطلع انوارِ خدائے است
نوریست عیاں از در و دیوارِ مدینہ
یک نفحۂ عنبر بدماغم برساں زود
اے بادِ صبا زاں گلِ بے خارِ مدینہ
از بہرِ خریداریٔ رحمت ملک آید
پا ساختہ از سر سوئے بازارِ مدینہ
گر نجدیٔ بے دیں نرود ہیچ عجب نیست
ہر خس نبود لائق دربارِ مدینہ
یک مائلِ گلزار و یکے طالبِ جنت
مارا ز ہمہ خوش بود افطارِ مدینہ
اے شیخ بتو جنتِ فردوس مبارک
باشم من شوریدہ و گلزارِ مدینہ
از رحمتِ عالمِ شہِ لولاک عجب نیست
آئی اگر اے عشق بہ دربارِ مدینہ

❖❖❖❖❖

منم بلبلِ مرغزارِ مدینہ
دل و جانِ من شد نثارِ مدینہ

ندارم غرض از بہارِ جہاں ہیچ
منم لالہ ساں داغ دارِ مدینہ

نداند کسے جز خداوندِ اقدس
کہ چندان است قدر بہارِ مدینہ

بجا ہست برعرش وکرسی بہ یک دم
حبیبِ خدا شہسوارِ مدینہ

شفائے دل درد مندانِ دارین
باذنِ خدا شد غبارِ مدینہ

نہ داخل تو آں گشت دجّال ناپاک
ز رُعبِ خدا شد حصارِ مدینہ

مراوات دارین دریافت ہرکس
کہ شد قاصدِ از دیارِ مدینہ

گذشتہ مرا مدتے یا الٰہی
کہ دارم بدل انتظارِ مدینہ

بمن لطف فرما نہم تا سرِ خود
برآں سدۂ فیض بارِ مدینہ

بحق مدینہ مرا شاد گرداں
بیک بوسۂ برجدارِ مدینہ

شد ایں دلِ شوریدہ طلبگارِ مدینہ — یا رب نمایم در و دیوارِ مدینہ
حالم شدہ چوں بلبل و ہندم چو قفس گشت — آزاد کنم صدقۂ گلزارِ مدینہ
حاشا کہ کنم یادِ من و سوسن و شمشاد — در تذکرۂ سبزۂ و اشجارِ مدینہ
باشد چہ سرو کار مرا از گل و گلزار — دارم چو خیالِ رہِ پُرخارِ مدینہ
مثلش بزمیں ہیچ مکانیست کہ لامع — نورِ نبوی ہست باقطارِ مدینہ
باشد چہ زمیں عرش بریں نیست مثالش — ہم خلد خجل گشتہ ز انوارِ مدینہ
از عرش بہر شام و سحر بہرِ زیارت — افواج ملائک شدہ حضّارِ مدینہ
مشہود بصیرت شدہ آں واقعۂ طور — ہر اہلِ دل از حجلۂ احجارِ مدینہ
از حبِّ وطن پیش میا کایں دلِ وحشی — از غلبۂ عشق است طلبگارِ مدینہ
آخر بکن انصاف چہ ساز و چہ نماید — در قیدِ وطن عاشقِ بیمارِ مدینہ
نومید مشو از کرمش اے دلِ مضطر — چوں رحمتِ عالم شدہ سردارِ مدینہ
گر جذب نماید ز عنایت عجبے نیست — من گرچہ نیم لائقِ دربارِ مدینہ
اے ساقیٔ کوثر ز فیوض تو بخواہد — ایں تشنہ دہن شربتِ دیدارِ مدینہ
کُن نصرتِ ایں غمزدہ از محضِ عنایت — اے حامیٔ ما از پئے انصارِ مدینہ

فدا گشت جانم بنامِ مدینہ | منم عاشقِ مستہامِ مدینہ
نداده اجازت مرا غیرتِ دل | کہ گویم صبا را پیامِ مدینہ
بہ بستم کمر تا بہ لطفِ الٰہی | کنم دست بستہ سلامِ مدینہ
خدا و نبی خود ثنایش نمودند | نویسم چہ از احترامِ مدینہ
عجب جلوۂ نورِ پاکش کہ باشد | خجل صبحِ عالم ز شامِ مدینہ
چہ ذکرِ زمیں است کز عرش ہم شد | فزوں عزّ و جاہِ مقامِ مدینہ
زند پا بملکِ جہاں فی الحقیقت | بدل ہر کہ باشد غلامِ مدینہ
اثر کے کند نارِ دوزخ بر آنکس | کہ از عشق نوشیدہ جامِ مدینہ
خدا یا دل و دیده ام کن منور | بدیدارِ دیوار و بامِ مدینہ
بہ عشقش مرا شاد کن در دو عالم | بحق امام و کرامِ مدینہ

❖❖❖❖❖

بیا سوئے من اے نسیمِ مدینہ | کہ ہستم محبّ صمیمِ مدینہ
دماغم پراگندہ شد از فراقش | نباشد دوا جز شمیمِ مدینہ
ندارم اُمیدِ بہی من مگر ہاں | بالطافِ شاہِ کریمِ مدینہ
زہے بارگاہِ فیوضِ الٰہی | چہ گویم ز فیضِ عمیمِ مدینہ
خداوند اقدس بخاکش قسم خورد | عجب شانِ پاکِ عظیمِ مدینہ
بفضلے کہ حاصل شد آں شہر جاں را | نشد عرش اعظم ندیمِ مدینہ
عجب منبعِ فیض و جود و سخا ہست | ندارد نہایت نعیمِ مدینہ
حرام ست دوزخ برآنکس کہ رفتہ | بعشقِ نبی در حریمِ مدینہ
شود غرقِ بحرِ عنایت ہر آنکس | کہ یک لحظہ گردد مقیمِ مدینہ
مراہم اُمید قوی ہست در دل | ز فضلِ رسولِ رحیمِ مدینہ
کہ روزے شوم از سراپا ز شوقش | جلیسِ مدینہ ندیمِ مدینہ
خوش آں وقت کز شوق دل من نہم سر | بجائے قدم بر ادیمِ مدینہ

❖❖❖❖❖

اے باد صبا رَو سوئے بستانِ مدینہ
گو کورنشِ بندہ بسلطانِ مدینہ

تسلیم و سلامم برسانی بجنابش
صد گو نہ تحیات بجانان مدینہ

من بعد تحیات بگوی ززبانم
کای از تو شرف یافتہ میدانِ مدینہ

از مرقدِ پاکت کہ مطافست فلک را
صد چند شدافزوں ز جناں شانِ مدینہ

از قرب خود اللہ شرف داد ملک را
قرب تو شرف داد بسُکّانِ مدینہ

دارم بدلِ زار تمنّائے حضورت
روح و دل و جانم ہمہ قربانِ مدینہ

بے جذبۂ لطفِ تو رسیدن نتوانم
فرما مددے از پئے اعیانِ مدینہ

بے جاں شدم از فرقت وامروز بکاراست
جان بخشئے بوئے گل و ریحانِ مدینہ

اے معدنِ لطف وکرم و رحمت عالم
تا چند منِ خستہ و حرمانِ مدینہ

عشقت بفزا در دل ایں خستہ کہ خود را
شوریدہ بہ بینم بہ بیابانِ مدینہ

کن ہمت خود بارئ چوں طائر قدسی
پرواز نمائم بہ گلستانِ مدینہ

نوریست کہ در دیدۂ عشاق ہویداست
از بام و در و کوچہ و بنیانِ مدینہ

گر رحم بحالش کنی از لطف عجب نیست
عاشق کہ بجان است ثنا خوانِ مدینہ

امید چنانم ز تو اے معدن احساں
کورا بشمارے ز محبّانِ مدینہ

❖❖❖❖❖

السّلام اے شب میلادِ نبی — اے ز تو روشنیٔ روزِ جلی
روز روشن ز تو دریوزہ کند — لمعۂ نورِ تو اے شب چہ شبی
روز قیس است تو اے شب لیلیٰ — روز پروانہ تو اے شب شمعی
روز منسوب زہجراں باشد — ربط شب آمدہ باوصل قوی
وصل محبوب خدا شد بخدا — در شب ایں مسئلہ باشد قطعی
سببِ فضلِ شب وصل این است — ظاہر است ایں ہمہ ونیست خفی
باعث و غایت ایجاد جہاں — بزمیں کرد بشب جلوہ گری
داشت شب سبقِ زمانے برروز — زیں سبب یافتہ سبقِ شرفی
اے خدا برکت آں شب کہ درو — بزمیں آمدہ نور عرشی
جان مارا ز زمیں بے کلفت — بسوئے عالم اعلیٰ ببری

❖❖❖❖❖

درمدحِ صدیق اکبر

صد سلام از مابود بریارِ غارِ مصطفیٰ
حضرتِ صدیق اکبر خاص یارِ مصطفےٰ
اکرم و اتقی بودہم افضل و اعلیٰ بود
ذاتِ او از جملہ اصحاب کبارِ مصطفےٰ
قبل بعثت بعد بعثت قبل ہجرت بعد ازاں
بود ہر دم ذات پاکش غمگسارِ مصطفےٰ
بود بررائے شریفش دائما ہر صلح و جنگ
درخلا و برملا ہر دم مدارِ مصطفےٰ
در شب معراج نزد عرش از صوتش شدہ
در کمال حیرتِ آں جا قرار مصطفےٰ
بود ذات پاک او در خلوتِ غارِ نبی
ہم بقول حضرتِ حق رازدار مصطفےٰ
اندراں غارِ سیہ برداشت زہرِ اژدہا
کرد اندر عشقِ جاں خود را نثارِ مصطفےٰ
در جزایش نوش کردہ شربتِ از ہجرغیب
از کف انوار پاشِ فیضِ بارِ مصطفےٰ
بالیقیں در خلد ہم باشد بروزِ ہمچنیں
کاں چناں گشتہ مزارش با مزارِ مصطفےٰ

❖❖❖❖❖

در مدح فاروق اعظم

دلا فضلِ عمر گر بر شماری
بعمر خویش عشرش ہم نیاری
سراج امتش گفتہ پیمبر
منور شد از و بحر و براری
مسخر کرد روم و شام و فارس
نمودہ در رہ دیں جاں نثاری
نہ تنہا رعب او بر آدمی بود
کہ میگردیدہ شیطاں رو فراری

❖❖❖❖❖

کجا زبان جہاں و کجا ثنائے حسین
زجان و دل شدہ ہر دو جہاں فدائے حسین
فروغ روشنئ چشم فرشی و عرشی
بچشم اہل نظر ہست خاکپائے حسین
وضو برائے دعائے نجات اُمت جَد
بخون خود نمودہ کسے سوائے حسین
نہادہ اند توازن چو در عطا و بلا
بود بقدر عطاے خدا بلائے حسین
ظہورِ تفرقہ منظورِ حضرتِ حق بود
میانِ مومن و کافر زابتلائے حسین
سزائے دشمن آل نبی است بود از حق
کمال قرب و شہود خدا جزائے حسین
شفائے درد دل و دافع ہزار بلا
دوائے رنج و الم خاک کربلائے حسین
سیادتِ شہدا و سیادت جنت
سیادت عرفا خاص شد برائے حسین
زدار و گیرِ قیامت چگونہ دارد باک
کسے کہ مست بود از مئے ولائے حسین

❖❖❖❖❖

شہِ دیارِ فنا و بقا معین الدیں
مہِ سپہر خلا و ملا معین الدیں
محیط مرکز وہم مرکز محیط کمال
مدار دور سماے علا معین الدیں
محاطِ حق و محیطِ کمال و حیطۂ فضل
مناط سلسلۂ اولیا معین الدیں
علاے عرشِ کمالات و کرسیِ توحید
محدّدِ جہتِ ارتقا معین الدیں
محدّدے کہ دو قطبش بود جلال و جمال
محیطِ دائرۂ اعتلا معین الدیں
ضیاے شمس ولایت جلائے بدرِ کمال
سناے نور وراء الورا معین الدیں
ولیٔ و والی ومولیٰ الموالی اولیٰ الکل
شہِ ولایت ملکِ ولا معین الدیں
معینِ عین اعانات و مستعانِ ہمہ
عیاں بعین بود عونِ ما معین الدیں

❖❖❖❖❖

الا یاایہا السّاقی الا یاایہا السّاقی
الا ہا یا معین الدیں بدہ جامِ مئے باقی
مئے میخانۂ چشت است کز یک جرعہ مستاں را
نماید سرّ سیرِ انفسی و سیرِ آفاقی
بدیدی سرّ حق گر سرمہ خاک چشت را کردی
بہ یوناں عمر ضائع کرد مشائی و اشراقی
اَنِـلْنَا یَا مُعِیْنَ الدّیں ھَلَکْنا یَا مُعِیْن الدیں
وَلَـمْ یُھْلِکْنِی اِلَّا بُعْدَ کُم عَنّی وَ اَشْواقی
اَنَا الْمَحْمُوْمُ مَالِی غَیْرُ کُمْ طِبّی وَ تَبْرِیْدِی
اَنَا الْمَسْمُوْمُ مَالِی غَیْرُکُمْ رَاقِی وَ تِرْیَاقی
اِلَیْـکُـمْ لَـمْ اَنَـلْ اِلَّا بِجَذْبِ کَامِلٍ مِنکُم
وَاِنْ جَاھَدتُّ اِنْ شَمَّرْتُ اَذْیَالی عَلٰی سَاقِی
دوائے دردِ دل اجمیریوں کی ہے نگاہوں میں
وہاں پہنچی نہ ہرگز فکر انطاکی و املاقی
نہ مارے مست کیوں ٹھوکر خمِ گردوں کو جب اس کا
محمد یارِ حق یاور معین الدین ہو ساقی

جشن زریں

رنگ گردوں کا ذرا دیکھ تو عنابی ہے　　　یہ نکلتے ہوئے سورج کی افق تابی ہے

مارچ ۲۰۱۰ء میں تاجدار اہل سنت حضرت شیخ عبدالحمید محمد سالم قادری (زیب سجادہ خانقاہ قادریہ بدایوں شریف) کے عہد سجادگی کو پچاس سال مکمل ہونے جارہے ہیں، ان پچاس برسوں میں اپنے اکابر کے مسلک پر مضبوطی سے قائم رہتے ہوئے رشد وہدایت، اصلاح وارشاد، وابستگان کی دینی اور روحانی تربیت اور سلسلۂ قادریہ کے فروغ کے لیے آپ کی جدو جہد اور خدمات محتاج بیان نہیں، آپ کے عہد سجادگی میں خانقاہ قادریہ نے تبلیغی، اشاعتی اور تعمیری میدانوں میں نمایاں ترقی کی، مدرسہ قادریہ کی نشاۃ ثانیہ، کتب خانہ قادریہ کی جدید کاری، مدرسہ قادریہ اور خانقاہ قادریہ میں جدید عمارتوں کی تعمیر، یہ سب ایسی نمایاں خدمات ہیں جو خانقاہ قادریہ کی تاریخ کا ایک روشن اور تابناک باب ہیں۔

بعض وابستگان سلسلہ قادریہ نے خواہش ظاہر کی کہ اس موقع پر نہایت تزک واحتشام سے ''پچاس سالہ جشن'' منایا جائے، لیکن صاحبزادۂ گرامی قدر مولانا اسید الحق محمد عاصم قادری (ولی عہد خانقاہ قادریہ بدایوں) نے فرمایا کہ ''اس جشن کو ہم 'جشن اشاعت' کے طور پر منائیں گے۔ اس موقع پر اکابر خانوادۂ قادریہ اور علماء مدرسہ قادریہ کی پچاس کتابیں جدید آب وتاب اور موجودہ تحقیقی واشاعتی معیار کے مطابق شائع کی جائیں گی، تاکہ یہ 'پچاس سالہ جشن' یادگار بن جائے اور آستانہ قادریہ کی اشاعتی خدمات کی تاریخ میں یہ جشن ایک سنگ میل ثابت ہو''۔ لہٰذا حضور صاحب سجادہ کی اجازت وسرپرستی اور صاحبزادۂ گرامی کی نگرانی میں تاریخ ساز اشاعتی منصوبہ ترتیب دیا گیا اور اللہ کے بھروسے پر کام کا آغاز کر دیا گیا، اس اشاعتی منصوبے کے تحت گزشتہ ۲ سال سے کتابوں کی اشاعت کا سلسلہ جاری ہے، زیر نظر کتاب اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

رب قدیر ومقتدر سے دعا ہے کہ حضرت صاحب سجادہ (آستانہ قادریہ بدایوں) کی عمر میں برکتیں عطا فرمائے، آپ کا سایہ ہم وابستگان کے سر پر تادیر قائم رکھے۔ تاج الفحول اکیڈمی کے اس اشاعتی منصوبے کو بحسن وخوبی پایہ تکمیل کو پہنچائے اور ہمیں خدمت دین کا مزید حوصلہ اور توفیق عطا فرمائے۔

(آمین)

عبدالقیوم قادری
جنرل سکریٹری تاج الفحول اکیڈمی

بسلسلۂ جشن زریں مطبوعات تاج الفحول اکیڈمی

۱	**احقاق حق**	سیدنا شاہ فضل رسول قادری بدایونی
۲	**عقیدۂ شفاعت**	سیدنا شاہ فضل رسول قادری بدایونی
۳	**اختلافی مسائل پر تاریخی فتویٰ**	سیدنا شاہ فضل رسول قادری بدایونی
۴	**اکمال فی بحث شد الرحال**	سیدنا شاہ فضل رسول قادری بدایونی
۵	**فصل الخطاب**	سیدنا شاہ فضل رسول قادری بدایونی
۶	**حرز معظم**	سیدنا شاہ فضل رسول قادری بدایونی
۷	**مولود منظوم مع انتخاب نعت ومناقب**	سیدنا شاہ فضل رسول قادری بدایونی
۸	**الهدية القادرية** (زیرطبع)	مولانا فیض احمد عثمانی بدایونی
۹	**سنت مصافحه**	تاج الفحول مولانا شاہ عبدالقادر قادری بدایونی
۱۰	**الكلام السديد**	تاج الفحول مولانا شاہ عبدالقادر قادری بدایونی
۱۱	**رد روافض**	تاج الفحول مولانا شاہ عبدالقادر قادری بدایونی
۱۲	**تذکرۂ فضل رسول**	مولانا انوار الحق عثمانی بدایونی
۱۳	**مردے سنتے هیں**	مولانا عبدالقیوم شہید قادری بدایونی
۱۴	**مضامین شهید**	مولانا عبدالقیوم شہید قادری بدایونی
۱۵	**ملت اسلامیه کا ماضی حال مستقبل**	مولانا عبدالقیوم شہید قادری بدایونی
۱۶	**عرس کی شرعی حیثیت**	مولانا عبدالماجد قادری بدایونی
۱۷	**فلاح دارین**	مولانا عبدالماجد قادری بدایونی
۱۸	**خطبات صدارت**	عاشق الرسول مولانا عبدالقدیر قادری بدایونی
۱۹	**مثنوی غوثیه**	عاشق الرسول مولانا عبدالقدیر قادری بدایونی
۲۰	**عقائد اهل سنت**	مولانا محمد عبدالحامد قادری بدایونی
۲۱	**دعوت عمل**	مولانا محمد عبدالحامد قادری بدایونی
۲۲	**الجواب المشکور**	مولانا محمد عبدالحامد قادری بدایونی
۲۳	**نگارشات محب احمد** (زیرطبع)	علامہ محبّ احمد قادری بدایونی
۲۴	**شارحة الصدور**	مفتی حبیب الرحمٰن قادری بدایونی
۲۵	**الدرر السنية** ترجمہ از :	مفتی حبیب الرحمٰن قادری بدایونی

۲۶	**احکام قبور**	مفتی محمد ابراہیم قادری بدایونی
۲۷	**ریاض القرأت**	مفتی محمد ابراہیم قادری بدایونی
۲۸	**تذکار محبوب** (تذکرۂ عاشق الرسول)	مولانا عبدالرحیم قادری بدایونی
۲۹	**مختصر سیرت خیرالبشر**	مولانا محمد عبدالہادی القادری بدایونی
۳۰	**احوال ومقامات**	مولانا محمد عبدالہادی القادری بدایونی
۳۱	**خمیازۂ حیات**	مولانا محمد عبدالہادی القادری بدایونی
۳۲	**باقیات ھادی**	مولانا محمد عبدالہادی القادری بدایونی
۳۳	**مدینے میں** (مجموعۂ کلام)	حضرت شیخ عبدالحمید محمد سالم قادری بدایونی
۳۴	**اکمل التاریخ** (زیر طبع)	مولانا ضیاءالقادری بدایونی
۳۵	**مولانا فیض احمد بدایونی**	پروفیسر محمد ایوب قادری
۳۶	**قرآن کریم کی سائنسی تفسیر** (ایک تنقیدی مطالعہ)	مولانا اسیدالحق قادری
۳۷	**حدیث افتراق امت** تحقیقی مطالعہ کی روشنی میں	مولانا اسیدالحق قادری
۳۸	**احادیث قدسیہ**	مولانا اسیدالحق قادری
۳۹	**تذکرۂ ماجد**	مولانا اسیدالحق قادری
۴۰	**عقیدۂ شفاعت** (ہندی)	سیدنا شاہ فضل رسول قادری
۴۱	**فلاح دارین** (ہندی)	مولانا عبدالماجد قادری بدایونی
۴۲	**دعوتِ عمل** (ہندی)	مولانا عبدالحامد قادری بدایونی
۴۳	**عقائد اھل سنت** (ہندی)	مولانا عبدالحامد قادری بدایونی
۴۴	**معراجِ تخیل** (ہندی)	حضرت شیخ عبدالحمید محمد سالم قادری بدایونی
۴۵	**مولانا فیض احمد بدایونی** (ہندی)	محمد تنویر خان قادری بدایونی
۴۶	**پیغمبرِ اسلام کا مھان ویکتتو** (ہندی)	محمد تنویر خان قادری بدایونی
۴۷	**دعوتِ عمل** (گجراتی)	مولانا عبدالحامد قادری بدایونی
۴۸	**عقیدۂ شفاعت** (گجراتی)	سیدنا شاہ فضل رسول قادری
۴۹	**Call to Action**	Maulana Abdul hamed qadri
۵۰	**100,Hadith Qudsi**	Maulana Usaid ul Haq Qadri